

بیاد  
شیخ الحدیث  
مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ

مولانا سمیع الحق

سرپرست اعلیٰ

مولانا ارشد الحق سمیع

مدیر اعلیٰ

مسلل اشاعت کے باون سال

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی دینی مجلہ

# الہامی

ماہنامہ

1614 / محرم الحرام 1438ھ اکتوبر 2016ء





اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

# ماہنامہ الحاق

نگران

مدیر اعلیٰ

مدیر

جلد نمبر.....52

شمارہ نمبر.....01

محرم الحرام ..... ۱۴۳۸ھ

اکتوبر.....2016

حافظ راشد الحق سمیع حقانی

حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

## اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: فورتحہ شیڈول سے خلاصی اور شناختی کارڈ کی بحالی، دفاع پاکستان کونسل کا عظیم کارنامہ.....مولانا راشد الحق سمیع ۲
- عہد طالب علمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی نتجیات.....مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۵
- خود احتسابی کا فقدان.....حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۲۰
- غزوہ ہند و ہند کی پیشین گوئی.....ڈاکٹر عصمت اللہ ۲۵
- مسلم معاشرہ اور مغربی فکر وثقافت.....حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ۳۰
- تعلیم و تربیت کے مغربی فلسفوں کا جائزہ.....مولانا حذیفہ غلام محمد دستاوی ۳۵
- ظالم یا غاصب حکمران کے خلاف خروج کا مسئلہ.....ڈاکٹر محمد مشتاق احمد ۵۲
- افکار و تاثرات بنام مدیر.....حافظ عبدالرحمن عارف اچکزئی، اشرف علی مروت ۵۸
- دارالعلوم کے شب و روز.....مولانا حامد الحق حقانی ۶۰
- تعارف و تبصرہ کتب.....مولانا اسرار ابن مدنی ۶۱

فون نمبر: +92 923 -630435

فیکس نمبر: +92 923 -630922

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔

ای میل: Email: editor\_alhaq@yahoo.com

ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk

فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے سالانہ -/350 روپے بیرون ملک \$35 امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق 'مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور مام پریس پشاور

کمپوزنگ:

بابر حنیف

## فورتھ شیڈول سے خلاصی اور شناختی کارڈ کی بحالی دفاع پاکستان کونسل کا عظیم کارنامہ

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی زیر قیادت ”دفاع پاکستان کونسل“ کی شروع کی گئی امریکی غلامی کے خلاف پاپا کردہ عوامی تحریک اور جدوجہد دن بدن پھیلتی پھولتی چلی جا رہی ہے جس سے بھارت، امریکہ، نیٹو کھٹ پٹلی حکومت وقت اس کے طفیلی، اتحادی اور بائیں بازو کی تمام سیکولر، لبرل جماعتوں کے علاوہ بعض سیاسی مذہبی جماعت پر بھی لرزہ اور وحشت طاری ہو گئی ہے اور دن بدن ”دفاع پاکستان کونسل“ تحریک آزادی پاکستان کی طرح شہروں اور دیہاتوں اور زندگی کے ہر شعبے میں سرایت کرتی چلی جا رہی ہے۔ خودداری، حمیت، آزادی جیسے قیمتی الفاظ جو پاکستانیوں کی زندگی کی کتاب سے حکمرانوں نے کھرچ کھرچ کر غائب کر دیئے تھے، ”دفاع پاکستان کونسل“ نے انہیں نہ صرف زندہ کر دیا ہے بلکہ ازسرنو نئے عنوانات اور سرخیوں سے اس میں اپنے خونِ جگر کی گرمی سے نئے رنگ بھی بھر دیئے ہیں۔

”دفاع پاکستان کونسل“ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی پاسبان ہے۔ یہ تحریک سیاسی مقاصد کے حصول یا انتخابی مہم جوئی کیلئے معرض وجود میں نہیں آئی بلکہ مملکتِ خداداد پاکستان جو گزشتہ کئی برس سے بیرونی سازشوں کا شکار ہے اور اپنی تمام تر خود مختاری، آزادی اور وقار کو بے غیرت، بزدل اور ذاتی مفادات کے غلام حکمرانوں و سیاستدانوں کے گٹھ جوڑ کے باعث گروی رکھ چکی ہے اور حکمرانوں، اس کے اتحادیوں نے ملک و ملت پر بزدلی کی ایک ایسی سیاہ رات مسلط کی ہوئی ہے جس کے بظاہر مقدر میں دور دور تک صبحِ امید اور آزادی کے سورج کے طلوع ہونے کے آثار نظر نہیں آ رہے تھے لیکن الحمد للہ قافلہٴ حریت، کاروانِ دعوت و آزادی کے چند باحمیت رہنماؤں اور موسمی سیاسی ہواؤں کے دوش کی مخالف سمت میں ہمیشہ پرواز رکھنے والوں، حکومتی و صدارتی ایوانوں میں ہمیشہ اعلائے کلمۃ اللہ کہلانے والوں کے اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی قبولیت کے باعث ابتدائی باہمی مشوروں کے بعد پوری قوم نے حکمرانوں کی گمراہ کن پالیسیوں اور امریکہ سے مکمل آزادی اور کشمیر میں بھارتی جارحیت سے چمٹکارا حاصل کرنے کیلئے عملی جدوجہد کا آغاز کیا۔ جس کی

پاداش میں پاکستانی حکمرانوں نے کونسل کے قائدین کو روکنے کیلئے طرح طرح کی دیواریں کھڑی کر دیں، بعض اہم قائدین کے شناختی کارڈز ہلاک کر دیئے گئے، بعض پر پابندیاں لگانے کی کوشش کی گئیں، اسی طرح دینی مدارس کو کریک ڈاؤن کیا گیا، خصوصاً پنجاب میں بہت سے علمائے کرام کو فورتحہ شیڈول میں ڈالا گیا، سینکڑوں کارکنان کو پابند سلاسل کیا گیا، علماء مدارس اور طلباء میں مسلسل بے چینی بڑھتی گئی، تو دفاع پاکستان کونسل نے حکومتی جبر و ظلم کے خلاف مشاورت شروع کی اور بھرپور احتجاج کا عندیہ دے دیا، اسی اثناء کونسل کے قائدین نے وزیر داخلہ جناب چودھری ثار علی خان صاحب سے ملاقات کا وقت رکھا۔

لہذا 21 اکتوبر بروز جمعہ کو مولانا سمیع الحق صاحب کی سربراہی میں جناب میاں محمد اسلم (نائب امیر جماعت اسلامی)، مولانا احمد لدھیانوی (امیر اہل سنت والجماعت پاکستان)، مولانا شاہ اویس احمد نورانی (امیر جمعیت علماء پاکستان)، مولانا فضل الرحمن خلیل (سربراہ انصار الامہ)، قاری محمد یعقوب شیخ (مرکزی رہنما جماعت الدعویہ) اور مولانا حامد الحق حقانی سمیت دیگر رہنماؤں نے وزیر داخلہ سے ملاقات کی۔ مولانا سید یوسف شاہ صاحب نے میٹنگ کا ایجنڈا پیش کیا جبکہ مولانا سمیع الحق صاحب نے دو ٹوک الفاظ میں کونسل کا موقف پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ

☆ کشمیریوں کی لازوال قربانیوں پر ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور دفاع پاکستان کونسل مظلوم کشمیریوں کی ہر ممکن مدد و حمایت اپنا مذہبی فریضہ سمجھتی ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ مودی سرکار کی جارحیت روکنے کیلئے مضبوط خارجہ پالیسی ترتیب دے اور باقاعدہ طور پر ملک کا وزیر خارجہ مقرر کیا جائے۔ دفاع پاکستان کونسل سید علی گیلانی، میر واعظ عمر فاروق، محمد یلین ملک، شبیر احمد شاہ، سیدہ آسیہ اندرابی، ڈاکٹر محمد قاسم و دیگر قائدین کی نظر بندیوں اور گرفتاریوں کی بھی شدید مذمت کرتی ہے۔ اور حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ بھارتی نواز پالیسیوں کو ترک کر دے۔

☆ علمائے کرام، مذہبی قائدین اور سیاسی کارکنوں کے شناختی کارڈ ہلاک کرنے کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔ یہ عدالت سے ماورا اقدام اور کسی پاکستانی کی شہریت منسوخ کرنے کے مترادف ہے۔ کسی شہری کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم کرنا پاکستانی آئین کی بھی خلاف ورزی ہے۔

☆ وطن عزیز پاکستان کے اسلامی نظریہ کا تحفظ قیام پاکستان کے مقاصد میں شامل ہے۔ یہاں مساجد و مدارس اور علماء کیخلاف کاروائیاں ملک دشمنی اور قرآن و سنت کی بنیادوں کو کمزور کرنے کے مترادف ہے۔ شیڈول فورتحہ کے نام پر علماء اور مذہبی قائدین کیخلاف اقدامات اٹھا کر انہیں ان کے آئینی حقوق سے محروم نہ کیا جائے اور حکومت اس حوالہ سے اپنا فیصلہ واپس لے۔

☆ افغان مہاجرین کا پاکستان میں قیام انسانی حقوق کا مسئلہ ہے۔ اس سلسلہ میں سنگدلی سے کام نہ لیا

جائے۔ حکومت امریکہ و بھارت کی خوشنودی کیلئے افغان عوام کو اپنا مخالف نہ بنائے۔ پاکستان نے انصار کا کردار ادار کرتے ہوئے مہاجرین کی بھرپور خدمت کی ہے اور افغان عوام پاکستان کے با اعتماد دینی بھائی ہیں اور پاکستان کو اپنا بہترین دوست سمجھتے ہیں، ہمیں انکے اعتماد پر پورا اتارنا چاہیے۔ لہذا مہاجرین کے حوالے سے حکومت پاکستان اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے اور متبادل کے طور پر بہترین حل تجویز کرے وزیر داخلہ جناب چودھری ثار علی خان صاحب نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور دیگر قائدین کی گفتگو کو سنجیدگی سے سنا، وزیر داخلہ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ اسلام پاکستان کی طاقت، حرمت اور مان ہے، دنیا کی کوئی طاقت دین کو پاکستان سے الگ نہیں کر سکتی، انہوں نے کہا کہ پاکستان اسلامی نظریہ پر ہی قائم ہوا تھا اور ان شاء اللہ اسی نظریے پر قائم و دائم رہے گا۔ وزیر داخلہ نے وفد کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنے آپ کو دینی قوتوں کا سپاہی سمجھتا ہوں اور تمام نازک حالات میں ہر فورم پر آپ کے ساتھ کھڑا رہوں گا۔ وزیر داخلہ نے فوری طور پر فورتحہ شیڈول کے تمام افراد کے بلاک شدہ شناختی کارڈ بحال کرنے کے احکامات جاری فرمائے۔ اور نادرا کو متنبہ کیا کہ آئندہ بھی فورتحہ شیڈول کے کسی بھی فرد کا شناختی کارڈ بلاک نہ کیا جائے۔ اسی طرح ان کی شہریت پر بھی پابندی نہ لگائی جائے۔ اور نہ ملک سے باہر جانے پر پابندی ہوگی۔ وزیر داخلہ نے دفاع پاکستان کونسل کو یقین دہانی کروائی کہ وہ فوری طور پر چاروں صوبوں کی حکومتوں سے بات کر کے انہیں دینی قوتوں اور کونسل کے قائدین کے ساتھ ملک بیٹھنے کا کہوں گا تاکہ وفاق اور تمام صوبائی حکومتیں دینی حلقوں کے تحفظات کو دور کرے۔ انہوں نے واضح کیا کہ پاکستان کی سیکورٹی کی بحالی میں دینی قوتوں نے کلیدی کردار ادا کیا ہے انہیں کسی بھی صورت میں نشانہ بنانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

وفد کی ملاقات اور وزیر داخلہ کے بیان سے پورے ملک بالخصوص مذہبی قوتوں اور مدارس و علمائے کرام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور مولانا سمیع الحق اور دفاع پاکستان کونسل کو مبارکباد کے پیغامات موصول ہونے لگے۔ کونسل نے بلا تفریق مسلک و جماعت کے تمام مذہبی رہنماؤں کے شناختی کارڈ بحال کرانے میں ایک اہم کردار ادا کیا جو یقیناً ایک عظیم کارنامہ ہے۔ اس پر کونسل کے قائدین ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی\*

## عہد طالب علمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

1980-79ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گرد و پیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپ کی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جا بجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیر شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کر لیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سیکٹلزوں رسائل اور ہزار ہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوق مطالعہ استفادہ کر سکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں..... (مرتب)

کوئٹہ میں اجتماعات و مدارس دینیہ کے پروگراموں میں شرکت: رپورٹنگ: جناب شفیق الدین فاروقی ۲۵ اپریل کی شام ساڑھے چار بجے کے جہاز سے کوئٹہ سے کراچی واپسی تھی اور مولانا (سمیع الحق) کیساتھ صرف یہی ایک ہی دن تھا، فضلاء حقانیہ کے مدارس، مرکزی مدارس کوئٹہ کی دعوت پر تھوڑے تھوڑے اوقات کے پروگرام پر اسی طرح تقسیم کیا گیا، جہاز کی روانگی تک دس گیارہ مدارس کے معائنہ استقبالیہ تقریبات اور جوابی تقریر کی بناء پر یہ دن نہایت مصروف دن تھا۔

صبح آٹھ بجے مولانا عبدالغفور صاحب مہتمم اور مولانا عبدالرحیم حقانی مدرس (جو جناح ہسپتال کراچی میں حضرت کی طویل خدمت کی سعادت حاصل کر چکے تھے) کی دعوت پر آپ مدرسہ قاسمیہ ارباب غلام علی روڈ دیبا کوئٹہ تشریف لے گئے طلبہ و اساتذہ و اراکین استقبال کیلئے پہلے سے منتظر تھے مدرسہ کے معائنہ کے بعد اساتذہ و منتظمین کیساتھ چائے کی مجلس میں شرکت کی۔ یہاں سے آپ ساڑھے آٹھ بجے مدرسہ عین العلوم میکانکی روڈ گئے جس کے مہتمم مولانا داد محمد صاحب دارالعلوم حقانیہ کے فارغ التحصیل اور نہایت مخلص عالم

ہیں طلبہ واساتذہ کے اجتماع میں آپ نے علم کی فضیلت اور طلباء کے مقام و مرتبت پر مختصر تقریر کی۔ ساڑھے نو بجے آپ مدرسہ مطلع العلوم شالدرہ کوئٹہ میں تشریف لے گئے جو کوئٹہ کے مرکزی مدارس میں سے ہیں اور اس کے مہتمم حضرت مولانا عبدالغفور صاحب بلوچستان کے نہایت قابل احترام علماء میں سے ہیں، طلباء اور اساتذہ کی ایک بڑی جماعت سے مولانا عبدالغفور صاحب کے استقبالیہ کلمات کے بعد جناب مدیر ”الحق“ صاحب نے موثر عالمانہ خطاب کیا اور مدرسہ کا سرسری معائنہ کیا۔

ساڑھے دس بجے مولانا نور محمد صاحب فاضل دارالعلوم حقانیہ کی دعوت پر ان کے قائم کردہ مدرسہ دارالعلوم پشتون آباد فاروق روڈ کوئٹہ گئے۔ مولانا نور محمد صاحب نے محبت و عقیدت سے بھرپور سپاسنامہ پیش کیا اور مدیر صاحب نے جواب میں دینی مدارس کے طلباء واساتذہ کے باہمی رشتہ احترام و عقیدت اور اس سلسلہ میں اکابر کے واقعات ادب و عظمت پر روشنی ڈالی مزید برآں مدرسہ کی ترقی و استحکام کی دعا کی اور اسے دارالعلوم حقانیہ کا قابل فخر شاخ قرار دیا۔

گیارہ بجے جمعیت طلباء اسلام کوئٹہ کی دعوت پر مدرسہ عربیہ دارالعلوم رحیمیہ سرکی روڈ کوئٹہ جانا ہوا۔ یہاں کے مہتمم حضرت مولانا عبدالستار صاحب بزرگ علماء میں سے ہیں جمعیت طلباء اسلام کے سرگرم پر جوش کارکنوں کی طرف سے سپاسنامہ پڑھا گیا مولانا نے جواب میں طلباء علوم دینیہ کے فرائض اور حالات کی نزاکت کی روشنیوں میں ذمہ داریوں اور مدارس دینیہ کو حکومت کی ہر قسم مداخلت سے آزاد رکھنے پر روشنی ڈالی اور جمعیتہ الطالباء اسلام کے پورے ملک میں عظیم کردار کو خراج تحسین پیش کیا۔

ساڑھے گیارہ بجے مختصر وقت کے لئے سرکی روڈ کوئٹہ پر واقع دارالعلوم ہاشمیہ میں قدم رنجہ فرمایا جسے دارالعلوم کے دو قابل فخر فضلاء متدین اور سادات گھرانہ کے دو قابل احترام بھائیوں مولانا نخبۃ اللہ اور مولانا سید صفوۃ اللہ نے قائم کیا دونوں بھائی اپنے علاقہ میں اعلیٰ خدمات میں مصروف ہیں۔ دونوں مولانا کے خصوصی شاگرد ہیں۔

مولانا قاری غلام نبی صاحب بلوچستان کے استاذ القراء میں سے ہیں، نہایت متقی بااثر عالم ہیں آپ نے مرکزی تجوید القرآن کے نام سے ایک وسیع دینی مدرسہ قائم کیا ہے۔ شاندار مسجد دارالاساتذہ، اساتذہ کے مکانات، وسیع صحن اور مطبخ اور بے شمار طلباء کے لحاظ سے مدرسہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ دارالعلوم حقانیہ کے سرگرم اور مخلص فاضل مولانا قاری محمد اسلم صاحب حقانی بھی تدریس اور انتظامات میں سرگرم رہتے ہیں ان حضرات کی دعوت پر مولانا سمیع الحق صاحب بارہ بجے یہاں تشریف لائے یہاں جامعہ اشرفیہ لاہور کے مولانا عبید اللہ صاحب بھی پہلے سے موجود تھے استقبال کے بعد مسجد کے وسیع ہال

میں مولانا سمیع الحق صاحب نے ارباب مدرسہ کا شکریہ ادا کیا اور طلبہ سے جامع اور مؤثر خطاب کیا۔ تقریب کے آخر میں طلبہ کی طرف سے مولانا محمد داؤد شاہ صاحب سابق متعلم دارالعلوم حقانیہ برادر مولانا شمس الدین شہید مرحوم نے مولانا کی خدمت میں پر خلوص سپاسنامہ پیش کیا۔ جس میں حضرت شیخ الحدیث اور اپنی مادر علمی دارالعلوم حقانیہ اور ماہنامہ الحق کے ساتھ اپنے گہرے تعلق کا اظہار کیا گیا تھا۔

ایک بجے ایک کونینہ کے مضافات میں نہایت سرسبز اور تفریحی مقام ہنہ اوڑک کے مدرسہ للہیہ کی دعوت میں پہنچنا تھا۔ راستہ میں آپ سر کی روڈ ہی پر واقع مولانا محمد یعقوب صاحب کی دعوت پر ان کے مدرسہ جامع رشیدیہ تدریس القرآن میں تھوڑی دیر کے لئے گئے اور مدرسہ کی عمارت دیکھی۔

ڈیڑھ بجے مدرسہ للہیہ ہنہ اوڑک جہاں کئی حضرات فضلاء دارالعلوم حقانیہ مصروف تدریس تھے پہنچے سب کے باغات میں گھری ہوئی مسجد کے صحن نورانی متشرع فضلاء و دیگر علماء و مشائخ سے بھری ہوئی تھی۔ ۱۵-۲۰ منٹ خطاب کے بعد آپ نے ان حضرات کے ظہرانہ میں شرکت کی۔ ساڑھے تین بجے ایئر پورٹ جاتے ہوئے ایئر پورٹ کے راستہ میں واقع عید گاہ کلی شاہوچن روڈ کے مدرسہ منبع العلوم میں تھوڑی دیر کیلئے رکتا تھا۔ چنانچہ یہاں کئی علماء کرام اور عوام آپ کے منتظر تھے جمعیۃ الطلاب اسلام بلوچستان کے مرکزی ناظم مولانا محمد قاسم صاحب اس مدرسہ کے مہتمم اور مولانا سمیع الحق کے اس پروگرام کے محرک تھے یہاں بھی دارالعلوم کے فضلاء مصروف تدریس تھے۔ چائے کی تقریب کے بعد آپ ایئر پورٹ پہنچے اور فضلاء و علماء کونینہ کی ایک بڑی تعداد نے آپ کو الوداع کیا۔

اس سے قبل ۲۴ اپریل کو قومی مدارس کی میٹنگ میں شمولیت سے قبل آپ نے حضرت مولانا عبدالواحد صاحب ناظم جمعیۃ العلماء اسلام بلوچستان کی دعوت پر ان کے مدرسہ مطلع العلوم میں تشریف لے گئے۔ یہ مدرسہ حضرت مولانا عرض محمد صاحب شہید فاضل دیوبند کا قائم کردہ اور بلوچستان کے اہم اور مرکزی مدارس میں سے ہے۔ طلباء اور اساتذہ کے معقول تعداد مصروف تدریس ہیں۔ مولانا عرض محمد صاحب مرحوم کے بعد اس کا ناظم مولانا عبدالواحد صاحب موصوف اور مرحوم کے جواں سال سرگرم اور فعال فرزند مولانا حافظ حسین احمد صاحب ناظم اطلاعات جمعیۃ العلماء اسلام بلوچستان کے ہاتھ میں ہے۔

حافظ حسین احمد اور مولانا عبدالواحد صاحب جمعیۃ کے سرگرم زعماء میں سے ہیں اور یہ سب حضرات کونینہ کے دینی علمی سیاسی اور سماجی کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں مولانا حسین احمد صاحب ۲۵ اپریل کے سارے پروگراموں میں ایئر پورٹ تک مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ رہے اور اسی طرح کئی دیگر اکابر فضلاء و علماء کرام بھی ساتھ تھے اللہ تعالیٰ سب کو اس اخلاص و محبت کا اجر عطا فرماوے۔



## بلوچستان پر عالمی قوتوں کی نظریں اور اسے مضبوط بنانے پر زور دینا

یہاں کی تقریباً تمام اہم تقریبات اور اجتماعات میں مولانا سمیع الحق نے اس بات پر خاص طور سے زور دیا کہ بلوچستان جس پر عالمی طاقتوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں اور اس کے پڑوس افغانستان میں کیمونزم کا سیلاب مسلط ہو چکا ہے اور لادینی نظریات کے وطن دشمن اور اسلام دشمن لوگ موقع کی تاک میں ہیں ایسے حالات میں علماء کرام اور مدارس کی اولین ذمہ داری ہے کہ بلوچستان کو اسلام کا آہنی حصار اور مضبوط قلعہ بنادیں کہ اس خطہ کی حفاظت پر برصغیر اور پاکستان کے باقی حصوں کی حفاظت منحصر ہے۔ اسی طرح آپ نے مدارس کے طلباء کی باہمی عظمت و احترام اور محبت کو برقرار رکھنے پر زور دیا۔ یہاں ہر موقع پر مولانا سمیع الحق صاحب کو اندرون صوبہ کے مختلف مقامات میں کونسل کے مقامی اخبارات جنگ اور مشرق نے مولانا کے پروگراموں اور تقاریب میں شمولیت پر مفصل خبریں شائع کیں۔ جس پر یہ اخبارات بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔

## قومی کمیٹی برائے مدارس کے اجلاس مری میں شرکت

۲۷ مئی: صدر پاکستان کی نامزد قومی کمیٹی برائے مدارس عربیہ کے اجلاس میں شرکت کیلئے مولانا مری روانہ ہوئے۔

۲۹ مئی: اجلاس نے اپنی سفارشات کو آخری شکل دی مولانا نے قومی بورڈ برائے مدارس کی تشکیل کے سلسلہ میں وفاق المدارس العربیہ کی مجوزہ ہیئت تشکیلی پر زور دیا بصورت دیگر سفارشات کیساتھ اختلافی نوٹ لکھنے کا فیصلہ کیا۔ شام کو قومی کمیٹی کے اعزاز میں انجمن تاجران مری کی طرف سے مرحبا ہوٹل میں ایک پر تکلف ظہرانہ دیا گیا۔

۳۰ مئی: اجلاس کے آغاز سے قبل مولانا کو پھوپھی صاحبہ مرحومہ کی وفات کی اطلاع ملی اور وہ قومی کمیٹی کے آخری اجلاس میں شرکت کئے بغیر مری سے واپس ہوئے۔

## حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو صدمہ۔ ہمیشہ محترمہ کا انتقال

۳۰ مئی: حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی ہمیشہ محترمہ جونہایت صالحہ عابدہ خاتون تھیں اور حضرت مدظلہ کے ساتھ ہی عمر بھر رہیں۔ صبح ۵ بجے طویل علالت کے بعد تقریباً ۵۵، ۶۰ برس کی عمر میں انتقال فرما گئیں، زندگی بھر آپ محلہ اور آس پاس کی بچیوں کو قرآن کریم کی تعلیم حبہ اللہ گھر پر دیتی رہیں نماز جنازہ ۴ بجے ظہر کو ہوا تدفین اپنی والدہ ماجدہ کے پہلو اور والد مرحوم کی پانکتی میں حضرت کے خاندانی قبرستان میں ہوئی نماز جنازہ میں اہلیان اکوڑہ خٹک، اساتذہ و طلبہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے علاوہ اطراف و اکناف سے کثیر تعداد

میں علماء، صلحاء اور متعلقین، نے بڑی تعداد میں شرکت فرمائی، تدفین کے بعد مولانا حمد اللہ جان صاحب شیخ الحدیث ڈاگئی اور مولانا حسن جان صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم اکبر مردان نے مجمع سے خطاب فرمایا تعزیت کرنے والوں کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

### مولانا محمد نبی محمد امیر حرکت انقلاب اسلامی کی آمد

۲۴ جون: افغانستان میں کیونسٹوں سے برسر پیکار علماء و مشائخ کی جماعت، حرکت انقلاب اسلامی کے امیر مولانا محمد نبی محمدی صاحب اپنے بہت سے مہاجر علماء و مشائخ کے ساتھ تشریف لائے۔ دفتر الحق میں مولانا سے اظہار تعزیت کیا۔ دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے گھر پر ملاقات کی اور مرحومہ کیلئے ایصال ثواب کیا امیر جماعت حرکت انقلاب اسلامی نے رات کو طلبہ دارالعلوم سے فضیلت علم پر خطاب بھی فرمایا۔

### ملائیشیا یونیورسٹی کے تبلیغی نوجوانوں کی آمد

۱۶/رجب بمطابق ۱۱ جون/۱۹۷۹ء: تبلیغی جماعت کے ایک وفد نے جس میں ملائیشاء یونیورسٹی کے نوجوان بھی شامل تھے۔ دارالعلوم کی مسجد میں تین دن تک قیام کیا ان نوجوانوں نے دفتر میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ملاقات کی اور گھنٹہ بھر قیام کیا۔ اس کے بعد وفد نے دارالعلوم کے شعبہ مدلل تعلیم القرآن کا معائنہ کیا اور نہایت خوشگوار تاثرات کا اظہار کیا۔

### ڈاکٹر ہالے پوتا کی آمد

بعد از عصر جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامیہ، اسلام آباد سے تشریف لائے جناب جسٹس منیر احمد مغل ڈپٹی رجسٹرار لاہور ہائی کورٹ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ ان حضرات نے شام تک مولانا کے ساتھ تبادلہ خیال کیا اور پھوپھی صاحبہ مرحومہ کے لئے فاتحہ خوانی کی ثانی الذکر جناب منیر احمد صاحب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کے آمالی قرآن کی ایڈٹ کر رہے ہیں اور اس موضوع پر ڈاکٹر ایڈ بھی۔

### تقریب ختم بخاری

۲۳ رجب: دارالعلوم حقانیہ کے تعلیمی سال کے اختتام پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے دارالحدیث میں ختم بخاری شریف کرایا۔ اس تقریب میں باہر سے بھی اہل علم اور عام مسلمان موجود تھے۔ ہال کچا کھج بھرا ہوا تھا۔ حضرت نے فارغ ہونے والے طلبہ سے خطاب فرمایا اس موقع پر دارالعلوم کے تمام متعلقین و معاونین کیلئے

دعائیں کی گئی بالخصوص افغانستان کے مجاہدین کی فتح و کامرانی کیلئے تضرع سے دعائیں ہوئیں۔  
قدیم مخلص رکن حاجی عبدالصمد کی وفات

دارالعلوم کے ایک دیرینہ قدیم مخلص معاون جناب حاجی عبدالصمد صاحب وفات پاگئے مرحوم رکن دارالعلوم جناب حاجی محمد یوسف صاحب کے بھائی تھے اور دارالعلوم کے اولین دور میں اساتذہ و طلبہ کے خاص خادم۔ مرحوم کی نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث نے پڑھائی طلبہ و اساتذہ بھی شریک ہوئے۔

### امتحانات

۲۴ رجب: دارالعلوم کے سالانہ امتحانات کا آغاز ہوا۔ شعبہ تجوید و قرأت کے امتحانات مولانا قاری محمد یعقوب صاحب جامعہ اسلامیہ روالپنڈی نے لئے۔ دورہ حدیث کے علاوہ تحریری امتحانات ہفتہ پھر جاری رہے اور مقامی اساتذہ نے نگرانی کی۔ دورہ حدیث شریف کے امتحانات ۴ شعبان کو شروع ہو کر ۹ شعبان تک جاری رہے۔ وفاق المدارس العربیہ ملتان کے نامزد ممتحنین جناب قاری محمد امین صاحب جناب قاری سعید الرحمن صاحب روالپنڈی نے ان امتحانات کی نگرانی کی مجموعی طور پر امتحانات دو ہفتے جاری رہے۔

وفاق کے اجلاس میں قومی کمیٹی کی مفصل رپورٹ پیش ہونا: اصلاحات قبول نہ کرنے کا اعلان ۳۰ رجب (۲۶ جون) مولانا سمیع الحق نے وفاق المدارس العربیہ کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی جو ملتان میں مولانا مفتی محمود صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس قومی کمیٹی برائے مدارس کی سفارشات پر غور کیلئے بلایا گیا تھا کمیٹی میں وفاق المدارس کے دیگر نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ مولانا نے اجلاس میں مجوزہ سفارشات تفصیلاً پڑھ کر سنائیں اور ارکان وفاق کی جدوجہد اور اختلافی مساعی کا بھی ذکر کیا۔ مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ اور دیگر حضرات کے تفصیلی غور و خوض کے بعد ایک قرارداد کے ذریعہ وفاق کے فیصلہ کا اعلان کیا گیا کہ وفاق اور دیوبند سے وابستہ مدارس ان اصلاحات کو قبول نہ کریں۔ عہدہ اور مناصب مٹح نظر نہ بنائیں۔ اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خالصۃً اعلاء کلمۃ اللہ اور خدمت دین کو ملحوظ رکھا جائے۔

### نئے تعلیمی سال کا آغاز

۱۴ اشوال: شفیق کے بھائی طارق جاوید فاروقی مقیم جدہ کی تقریب شادی میں شمولیت کیلئے کراچی جانا ہوا اور دو ایک دن بعد واپسی ہوئی۔

۲۶ اشوال: کو دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا آغاز دارالحدیث ہال میں ختم کلام پاک سے ہوا اس کے بعد طلبہ و اساتذہ کے بہت بڑے مجمع میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ترمذی شریف سے افتتاح فرمانے کے

بعد طلبہ سے فضیلت علم اور دینی و ملی تقاضوں پر مفصل خطاب فرمایا۔ تقریب میں افغانستان کے مجاہدین کی فتح و کامرانی کیلئے بھی خاص طور سے دعائیں مانگی گئی۔ دارالعلوم میں حسب سابق اسباق پوری گرم گرمی سے شروع ہو چکے ہیں تمام شعبے سرگرم کار ہیں طلبہ کی تعداد حسب سابق روز افزوں ہے صرف دورہ حدیث کی تعداد ایک سو تک پہنچ چکی ہے جبکہ ابھی آمد جاری ہے۔

۳۰/شوال: دارالعلوم کے مختلف احاطوں مطبخ، دارالمدرسین وغیرہ سوئی گیس لائن بچھانے کا کام مکمل ہو گیا۔ اس منصوبہ پر تیس ہزار روپے سے زائد اخراجات کا اندازہ ہے۔

یکم ذیقعدہ: دارالعلوم حقانیہ میں اساتذہ کرام کے مکانات کی کمی کے پیش نظر مہمان خانہ کے عقب میں اساتذہ کرام کے لئے دو مکانات تعمیر کرانے کا کام شروع ہو گیا۔ ہر دو مکانات پر تقریباً ایک لاکھ روپے لاگت کا تخمینہ ہے۔

## مجلس شوریٰ کا سالانہ جلسہ

۲۴/ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ ۲۷ ستمبر ۷۹ء: بروز جمعرات دارالعلوم حقانیہ کے نئی تعمیر شدہ کتب خانہ کی عمارت میں مجلس شوریٰ دارالعلوم حقانیہ کا سالانہ اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا میاں ولایت شاہ کا کاخیل منعقد ہوا جس میں مجلس شوریٰ کے ارکان نے بڑی تعداد میں شمولیت کی تلاوت کلام پاک کے بعد حضرت شیخ الحدیث نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دین کی حفاظت میں مدارس عربیہ کے بنیادی حصہ پر روشنی ڈالی انہوں نے فرمایا کہ یہ مدارس ہی اس پر فتن دور میں دین کے قلعے ہیں اس ضمن میں آپ نے ملک و بیرون ملک فضلاء دارالعلوم حقانیہ کے وسیع اور ہمہ گیر خدمات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد حسب سابق اس سال بھی حضرت کی علالت و ضعف کی وجہ سے احقر نے دارالعلوم کی سالانہ کارگزاری مصارف اور مدات آمد و خرچ پر مفصل رپورٹ پیش کی، میں نے ارکان شوریٰ سے کہا کہ سال گزشتہ دارالعلوم کو مختلف مدات سے آٹھ لاکھ ایک ہزار پانچ سو نواوے روپے اثاثی پیسے کی آمدنی ہوئی جبکہ مختلف شعبوں پر سات لاکھ چھپن ہزار ایک سو باون روپے چھیا سٹھ پیسے خرچ ہوئے۔ سال رواں کے لئے آٹھ لاکھ چونتیس ہزار ایک سو بیالیس روپے کا میزانیہ پیش کیا۔ زیر نظر میزانیہ میں موجودہ فنڈ کی رو سے اگرچہ دو لاکھ سینتالیس ہزار تین سو پانچ روپے اڑتیس پیسے کا خسارہ تھا۔ مگر اجلاس نے تو کلاً علی اللہ منظوری دی۔ ارکان شوریٰ نے دارالعلوم کے ہر شعبہ میں بڑھتی ہوئی ترقیات پر خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اجلاس میں دارالعلوم کے اساتذہ اور تمام شعبوں کے عملہ کی تنخواہوں میں بڑھتے ہوئے اخراجات کے پیش نظر معقول اضافہ کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس کے آغاز میں برصغیر کی وفات پانے والی اہم علمی و دینی شخصیات مولانا اسعد اللہ مظاہری



مولانا محمد الحسینی، مولانا اسحاق جلیس، مولانا محمد اسرائیل صاحب اور دیگر حضرات وابستگان دارالعلوم کی وفات پر دعائے مغفرت کی گئی اور علمی اداروں سے اظہار تعزیت کیا گیا۔

۷ ذی قعدہ: مولانا رائے ونڈ کے سالانہ عالمی تبلیغی اجتماع میں شرکت کی دارالعلوم کے کئی ایک اساتذہ اور طلبہ بھی اجتماع میں شریک ہوئے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی وفات پر دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے جماعت کے عمائدین کو تعزیتی ٹیلیگرام بھیجے۔ نیز مولانا نے بھی تعزیتی تار دیئے۔ ۳۰ ستمبر کو رائے ونڈ سے واپسی پر منصورہ لاہور تعزیت کیلئے گئے اس موقع پر جناب چوہدری رحمت الہی صاحب وغیرہ حضرات سے تعزیت اور پورے دارالعلوم کی طرف سے اظہار افسوس کیا۔

### شریعت سیمینار میں شرکت

۹ ذیقعدہ: حکومت پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ شریعت سیمینار اسلام آباد میں وزارت قانون کی دعوت پر شرکت کی یہ کانفرنس اسلام آباد کے اسمبلی ہال میں منعقد ہوا اور عالمی اسلامی اسکالروں نے اس میں تبادلہ خیال کیا اور مقالات پڑھے۔ اس دوران صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کی طرف سے مندوبین کے اعزاز میں دیئے گئے عشائیہ میں بھی شرکت کی اور سیمینار میں شریک علماء و فضلاء سے ملاقاتیں بھی ہوتی رہیں۔

۱۲ ذیقعدہ: جناب مولانا خالد نعمانی جو سعودی عرب کی طرف سے کینیا میں اسلامی خدمات انجام دے رہے ہیں دارالعلوم تشریف لائے۔ کچھ وقت قیام فرمایا اور دارالعلوم دیکھ کر محظوظ ہوئے۔

۲۳ ذیقعدہ: صوبائی مشیر تعلیم جناب عبدالہاشم خان صاحب اور ڈائریکٹر تعلیم حاجی کفایت اللہ صاحب دارالعلوم تشریف لائے۔ دفتر الحق میں مولانا کے ساتھ تبادلہ خیال کیا بعد میں مولانا نے مہمانوں کو دارالعلوم کے شعبہ تعلیم القرآن کا معائنہ بھی کرایا۔

### نماز عید الاضحیٰ سے شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا خطاب عید گاہ کی توسیع کی اپیل

۱۰ ذی الحجہ: حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے نماز عید الاضحیٰ سے قبل عید گاہ میں اکوڑہ خٹک اور مضافات کے ہزاروں مسلمانوں کے مجمع سے خطاب فرمایا خطاب کے آخر میں آپ نے حاضرین کو موجودہ عید گاہ جو دارالعلوم کیساتھ ملحق ہے اور جس میں پورا شہر ایک ہی جگہ عیدین کی نماز ادا کرتا ہے۔ کی توسیع کیلئے مشرقی جانب کی زمین خرید کر توسیع کرنے کی تجویز رکھی جواب بہت تنگ ہو رہا ہے۔ آپ نے اپنے جیب سے ایک سو روپے عطا فرما کر اس فنڈ کا آغاز کیا اور اسکے بعد حاضرین نے فوری طور پر بارہ ہزار روپے توسیع عید گاہ کیلئے جمع کئے۔ چیئر مین بلد یہ جناب جان محمد خان صاحب کو اس سلسلہ میں جدوجہد کرنے کا کہا گیا

## کعبۃ اللہ پر باغیوں کے قبضہ کی خبر پر رنج و غم

کعبۃ اللہ اور بیت الحرام پر مرتدین کے قبضے کی خبر دار العلوم میں بجلی بن کر گری۔ سارے ایام طلبہ اور اساتذہ بالخصوص حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے نہایت کرب و اضطراب میں گزارے۔

۲۴ رزی الحجہ مطابق ۲۲ نومبر: کودار الحدیث میں تمام طلبہ و اساتذہ نے جمع ہو کر ختم کلام پاک کیا اور اختتام میں دعا سے قبل حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے اس واقعہ ہائلہ پر مختصر اور مؤثر خطاب فرمایا تمام مقامات مقدسہ کی عظمت و حرمت اور عالم اسلام کے لئے دعائیں کی گئیں۔

## امتحانات وفاق میں فضلاء حقانیہ کی پوزیشنیں

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ نتائج میں دارالعلوم حقانیہ کے شرکاء دورہ میں مولانا فضل عظیم دیروی پورے پاکستان میں دوئم اور دارالعلوم حقانیہ میں اول پوزیشن حاصل کر کے کامیاب ہوئے اور دارالعلوم کے مولانا غلام الرحمن صاحب ہزاروی پورے پاکستان میں سوئم آئے دارالعلوم سے کل شرکاء امتحان دورہ حدیث کی تعداد ۱۰۶ تھی، مجموعی نتیجہ ۸۱ فیصد رہا جو قابل اطمینان ہے۔

## ایک فاضل کی دستار بندی

۲۸ رزی الحجہ: گذشتہ سال کے فارغ التحصیل ہونے والے ایک فاضل مولانا گل محمد صاحب مقام تورے شاہ ضلع پشین بلوچستان نے حضرت شیخ الحدیث اور دیگر اساتذہ سے تبرک اپنی دستار بندی کروائی آپ وفاق کے درجہ عالمیہ میں کامیاب ہوئے ہیں رات آپ نے اساتذہ کے اعزاز میں عشاء دیا۔

دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ کیلئے مزید دو مکانات کی تعمیر ہو گئی جن پر تقریباً ایک لاکھ روپیہ لاگت آئی۔ صدر مملکت سے کمیٹی کی ملاقات قومی کمیٹی مدارس نے رپورٹ پیش کی موصوٰفہ مصنفین کی مطبوعات پیش کئے: ۱۷ دسمبر: مولانا نے قومی کمیٹی برائے مدارس عربیہ کے دیگر ارکان کے ساتھ ایوان صدر اسلام آباد میں صدر سے ملاقات کے دوران اپنی رپورٹ صدر مملکت کو پیش کی یہ ملاقات تقریباً دو گھنٹے جاری رہی اس ملاقات میں صدر محترم کو موصوٰفہ مصنفین کی مطبوعات کا سیٹ بھی پیش کیا گیا۔ رات کو کمیٹی کے ارکان کے اعزاز میں وفاقی وزیر داخلہ و مذہبی امور حبیب اے ہارون صاحب نے عشاء دیا۔

## ادارہ تحقیقات اسلامیہ کا دورہ

۱۸ دسمبر: جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا صاحب ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد کی دعوت پر ان کے ہاں گئے۔ ڈائریکٹر صاحب نے دیگر شعبوں کے علاوہ ادارہ کا پرنٹنگ پریس جو جدید ترین مشینوں اور وسائل پر مشتمل ہے اور دیگر طباعتی نظام کا معائنہ بھی کرایا۔ آخر میں جناب ڈائریکٹر

صاحب موصوف نے دارالعلوم حقانیہ کے کتب خانہ کیلئے ادارہ تحقیقات کی مطبوعات تصانیف و مجلات کا مکمل سیٹ پیش کیا۔

۲۰ دسمبر: دارالعلوم کی شاندار جامع مسجد کی تزئین، رنگ روغن اور سفیدی کا کام شعبہ تعمیرات کے تحت جاری ہے۔ جن پر تقریباً ۱۵ ہزار روپے لاگت آئی گی۔

### اشاعتی اداروں کا عطیہ کتب

۲۰ دسمبر: کراچی کے دو ممتاز اشاعتی اداروں ادارہ تحقیقات و نشریات اسلام اور ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی نے دارالعلوم کے مستحق طلبہ میں تقسیم کے لئے وقع مطبوعات کا ذخیرہ بھیجا جسے دورہ حدیث شریف اور موقوف علیہ دورہ کی کلاسوں میں تقسیم کیا گیا۔

| | | | | | | | | | | | | | | | | | | | | |

### ڈائری ۱۹۸۰ء

جشن صد سالہ دیوبند کے سلسلہ میں اعلیٰ حکام سے مشاورت

۲-۳ جنوری: دارالعلوم کے جشن صد سالہ میں پاکستانی حضرات کی شمولیت کے لئے پالیسی طے کرنے کے بارہ میں وزارت مذہبی امور کے اعلیٰ حکام کا اجلاس اسلام آباد میں دو دن جاری رہا اور انتظامات میں آخر تک مشغول رہے۔

اہم افغان جہادی زعماء کی آمد

۷ جنوری مجاہدین افغانستان کی حرکت انقلاب اسلامی کے سربراہ مولانا محمد نبی صاحب اور حزب اسلامی افغانستان کے نائب صدر مولانا جلال الدین حقانی نے اکوڑہ خٹک میں شیخ الحدیث کی زیارت کی اور دونوں حضرات نے دفتر الحق میں مولانا سمیع الحق سے بھی دو تین گھنٹے تک تبادلہ خیال کیا۔ سقوط کابل

بالآخر عصر حاضر کی سب سے بڑی انسانیت دشمن قوت روس نے مظلوم اور بے بس مسلم افغانستان کو اپنے شکنجہ استبداد میں کس لیا جسکے بارہ میں خطرہ کا الارم عرصہ سے ملت مسلمہ کو جھنجھوڑ رہا تھا وہ خطرے کا نمودار ہو کر رہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد کا کابل، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مفتوحہ افغانستان اس دور کے عظیم غاصب مذہب دشمن خدا بیزار روس کے ہتھیارِ ظلم میں آ گیا۔ فَاَنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

فان ماتحذرين قدوقع

ایہا النفس اجملی جزعاً

## ایک بے لوث خادم دارالعلوم کی وفات

۷ جنوری ۱۹۸۰ء: کو دارالعلوم حقانیہ کے ایک دیرینہ اور بے لوث خادم اور بنیادی رکن جناب الحاج شیر افضل خان صاحب آف بدرشی داعی اجل کو بلید کہہ گئے۔ عمر ستر سال کے لگ بھگ تھی۔ سعی و عمل، جوش اور ہمت کے لحاظ سے قابل رشک صحت تھی کہ یکا یک سال قبل مرض نے آگھیرا۔ ڈاکٹروں نے سرطان کی تشخیص کی اور یوں پہاڑ کی طرح ایک فولادی شخص دنوں گھنٹوں میں پکھل کر مشیت استخوان بن گیا وقت موعود آ پہنچا اور واصل بحق ہوئے۔ وصیت فرمائی کہ کفن کے کونوں پر مولانا عبدالحق، مولانا درخواسی اور دیگر اکابر کے نام تحریر کریں۔

مقبرہ حقانیہ کیلئے خطہ کی تخصیص

۲۱ صفر المظفر: عرصہ سے تجویز تھی کہ دارالعلوم حقانیہ کیلئے اپنا ایک قبرستان ہو جو اہل علم و فضل اور طلباء کیلئے مخصوص ہو اس کیلئے دارالعلوم کے شمال مغرب میں عیدگاہ سے متصل ایک مختصر سارقبہ تجویز کیا گیا حضرت شیخ الحدیث اور دیگر چند ایک اساتذہ حدیث نے آج اس خطہ میں نشان لگایا اور دعا فرمائی۔ اس کے متصل دارالتجوید دارالحفظ کی عمارت بنائی جائے گی انشاء اللہ مولانا مدظلہ اس رقبہ کے قریب اپنے زیر تعمیر مکان کا سنگ بنیاد بھی حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے رکھوایا۔ (۱)

## مولانا جلال الدین حقانی کی آمد اور خطاب

۲۸ ربیع الاول: افغان مجاہدین کے حزب اسلامی کے ایک اہم قائد اور مجاہد رہنما مولانا جلال الدین حقانی فاضل حقانیہ و سابق استاد دارالعلوم حقانیہ چیف کمانڈر حزب اسلامی افغانستان اپنے شیخ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے ملنے آئے۔ مجاہدین کی ایک جماعت جن میں کئی ایک فضلاء جامعہ حقانیہ تھے بھی ان کے ساتھ تھے۔ نماز عصر سے مغرب تک حضرت شیخ الحدیث کے ساتھ رہے۔ نماز مغرب کے بعد مولانا جلال الدین حقانی نے مسجد کے وسیع ہال میں طلباء کی خواہش پر روسی انقلاب پھر افغانی مجاہدین کی فتوحات اور حیرت انگیز نصرتِ خداوندی کے واقعات پر مبسوط تقریر فرمائی اس سے قبل اپنے استقبالی خطاب میں مولانا مسیح الحق نے مولانا جلال الدین حقانی اور دیگر مجاہدین کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔

دارالعلوم میں صلوٰۃ کسوف: ۲۹ ربیع الاول: سورج گرہن ہو جانے کے موقع پر مسجد دارالعلوم میں صلوٰۃ کسوف ادا کی گئی جس میں تمام طلباء کرام اور اساتذہ کرام اور کافی شہریوں نے شرکت کی۔

(۱) اب اسی مقبرہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ اور دیگر اکابر علماء و خدام دارالعلوم آسودہ خواب ہیں۔ (مرتب)



اجلاس صد سالہ دیوبند کے سلسلہ میں تنگ و دو

یکم ربیع الثانی: مولانا نے مولانا عبید اللہ صاحب و مولانا فضل الرحیم جامعہ اشرفیہ لاہور کی معیت میں اسلام آباد میں وزارت داخلہ اور وزارت مذہبی امور کے حکام سے اجلاس صد سالہ دیوبند کے لئے جانے والے پاکستانی علماء اور شائقین کو پاسپورٹ کی فراہمی کے سلسلہ میں فوری سہولت مہیا کرنے کیلئے ملاقاتیں کیں اور اب تک جمع ہو جانے والے افراد کی لسٹ فراہم کی۔

مولانا درخواستی کی آمد

۲ ربیع الثانی: حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ دارالعلوم تشریف لائے نماز عشاء کے بعد دارالحدیث میں طلباء سے خطاب فرمایا انہوں نے جناب حاجی شیر افضل خان مرحوم صدر تعمیر کی کمیٹی دارالعلوم کی تعزیت فرمائی اور رات ان کے ہاں بدشئی میں قیام فرمایا۔

افغان مہاجرین کی کیمپوں کا دورہ

۸ ربیع الثانی: مولانا درخواستی افغان مہاجرین و مجاہدین کے سلسلہ میں اپنے دورہ کے اختتام پر دوبارہ دارالعلوم تشریف لائے اس سے قبل آپ نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی معیت میں خیر آباد میں واقع افغان مہاجرین کے کیمپوں کا دورہ کیا اور نماز مغرب انکے ساتھ ادا کی اور مختصر خطاب فرمایا۔ نماز عشاء سے قبل آپ نے دارالعلوم کے دارالحدیث میں جہاد کے موضوع پر طلبہ سے ایک بار پھر موثر خطاب فرمایا۔

۱۰ ربیع الثانی: مولانا درخواستی مدظلہ نے نوشہرہ کے قریب اضانیل میں افغان مہاجرین کے بڑے کیمپ کا دورہ کیا۔ مولانا سمیع الحق صاحب بھی ان کے ساتھ تھے اور مولانا درخواستی مدظلہ سے قبل انہوں نے مہاجرین کے جذبات و مساعی سے انہیں آگاہ کرتے ہوئے پاکستان کے علماء حق و مشائخ کی جماعت کی طرف سے ہمدردی اور تعاون کے جذبات و مساعی سے انہیں آگاہ کیا۔

سوئی گیس کا کنکشن

۱۱ ربیع الثانی: شدید انتظار کے بعد الحمد للہ کہ آج دارالعلوم میں سوئی گیس کا کنکشن آگیا اور مبلخ وغیرہ میں گیس کا استعمال ہونے لگا۔

مسجد اڈہ کا افتتاح

۲۹ فروری: اکوڑہ خٹک کی مسجد اڈہ کی نئی عمارت کا افتتاح حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے خطبہ و نماز جمعہ فرمایا۔ خطبہ سے قبل آپ نے بصیرت افروز خطاب بھی فرمایا۔

## صد سالہ اجلاس دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کی رسم دستار بندی

(رپورٹنگ) ناظم دفتر مولانا سلطان محمود صاحب

آج ۲۲ مارچ: اور ہفتہ کا دن ہے برصغیر کی تاریخ کا یہ فقید المثل اجتماع حاضرین کے لحاظ سے پورے عروج پر ہے اور اس لحاظ سے مجمع انتہاء کو پہنچ چکا ہے کل بعد از جمعہ افتتاحی نشست تھی اور بعد از عشاء دوسری نشست میں زیادہ تر حصہ عالم عرب کے مشاہیر علماء اور زعماء کے تقاریر کا تھا وسیع و غریب پنڈال کی وسعتوں کو نگاہیں سمیٹ نہیں سکتیں اور آنکھوں کے کیمرے بھی حاضرین کا احاطہ کرنے سے عاجز و در ماندہ ہیں۔

مولانا علی میاں کا خطاب حاصل جلسہ

آج کی نشست میں پہلی تقریر عالم اسلام کے متاع گر انما یہ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی ہوئی جو اپنی تقریر میں ملت مسلمہ ہندیہ کو نیا پیغام، نئی زندگی اور نیا ولولہ دے گئے اور اس پیغام نے ”حاصل اجلاس“ یا پیغام دیوبند کی حیثیت حاصل کر لی کچھ حصہ ان کے خطاب کا عربی زبان میں بھی تھا کہ عالم عرب کے بے شمار سامعین و شرکاء جلسہ بھی اس انمول تحفہ الہند سے دل و دماغ منور کر سکیں۔

مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ کا خطاب

ان کے خطاب کے بعد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی تقریر ہوئی جنہیں اپنی علمی اور سیاسی بھاری بھر کم شخصیت اور خداداد وجاہت کی وجہ سے قدرتی طور پر پاکستان سے شریک ہونے والے کم و بیش ۵ ہزار زائرین و شرکاء جلسہ کی زعامت و قیادت کا شرف بھی حاصل ہے۔ ان کی تقریر بھی مختصر مگر جامع اور مؤثر رہی کچھ دوا یک مزید عربی تقاریر بھی ہوئیں۔

اس کے بعد حضرت مولانا منت اللہ رحمانی امیر شریعت بہار نے مانک پر اعلان کیا کہ اس نشست کا یہ حصہ دستار بندی کیلئے تھا۔ مگر چونکہ وقت کم ہے اس لئے اب نہایت اہم اکابر کی دستار بندی پر اکتفاء کیا جا رہا ہے۔

قاری محمد طیب نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی دستار بندی کا اعلان کیا

حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے فرمایا کہ چونکہ بعض اہم شخصیتوں کی تقاریر کی وجہ سے وقت کم رہ گیا ہے جس میں خاصی تعداد میں دستار بندی مشکل ہے جبکہ اب تک کے کل فضلاء کی تعداد ساڑھے گیارہ ہزار کے لگ بھگ ہے جنکی دستار بندی فردا فردا رسم کے مطابق اگرچہ ہونی چاہئے تھی مگر یہ ناممکن ہے تاہم ہم اس نشست میں دو چار اہم شخصیتوں کی دستار بندی کرنا چاہتے ہیں جن میں سے ایک حضرت مولانا عبدالحق صاحب ہیں جنہوں نے پاکستان میں ایک اہم مرکزی دینی درس گاہ جامعہ حقانیہ

کے نام سے قائم کیا جو پاکستان میں سب سے بڑا مدرسہ ہے اور جنہوں نے فراغت کے بعد تقسیم سے پہلے قیام پاکستان تک یہاں دارالعلوم دیوبند میں پڑھایا اسی طرح مولانا محمد اسعد صاحب مدنی مدظلہ اور دارالعلوم دیوبند کے موجودہ شیخ الحدیث جو آج کل اگرچہ درس نہیں دے سکتے معذور ہیں مگر شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز ہیں کی دستار بندی بھی ہوگی۔ باقی حضرات فضلاء کرام کو کل یعنی ۲۳ مارچ کو جلسہ کے اختتام کے بعد دارالحدیث کے ہال میں دستار فضیلت دی جائیں گی۔

### قاری محمد طیب کی دستار بندی مولانا اسعد مدنی

اس کے بعد دستار بندی شروع ہوئی سب سے پہلے خود حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کی رسم دستار بندی ادا ہوئی۔ جن کی مسلسل طویل اور انتھک خدمات کے دور میں دارالعلوم دیوبند نے ایک مدرسہ سے عالمی یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کر لی۔ اسکے بعد جانشین شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ حضرت مولانا محمد اسعد مدنی مدظلہ صدر جمعیۃ العلماء ہند کی دستار بندی کا اعلان ہوا۔ فضلاء دارالعلوم کی کل تعداد میں حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہ کے تلامذہ اور ان سے سند حدیث لینے والوں کی تعداد دو تہائی سے کم نہ ہوگی۔ ویسے بھی لاکھوں کروڑوں مسلمان حضرت قدس سرہ کے گرویدہ اور نام لیوا ہیں، آج یہ لوگ اپنے شیخ، استاد اور مرشد کے جانشین اور یادگار کی اس پر مسرت اور بابرکت رسم دستار بندی کا منظر دیکھ کر بے تاب ہو رہے تھے۔ اجتماع میں ہلچل مچ گئی لوگ فرط جذبات سے بے قابو ہو رہے تھے۔

### مولانا اسعد مدنی کا اعلان کہ میرے استاد مولانا عبدالحق میری دستار بندی کریں

کہ اتنے میں مولانا محمد اسعد مدنی مدظلہ نے مانک پر آکر فرمایا کہ یہاں سب اکابر علم و فضل ہیں مگر اس وقت میرے دو اساتذہ موجود ہیں جن میں ایک حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم ہیں (ایک اور بزرگ کا نام لیا جو غالباً دارالعلوم کے موجود شیخ الحدیث ہیں مگر نام سنا نہیں گیا) اور میری دلی خواہش ہے کہ ان حضرات اساتذہ سے میری دستار بندی کرائی جائے۔ اس وقت حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ شیخ کے شمالی کونے میں پہلے صف میں صوفے پر تشریف فرما تھے۔ حضرت مولانا اسعد صاحب مدظلہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں سہارا دیتے ہوئے مانک تک لے آئے۔

### مولانا اسعد مدنی کی اپنے استاد کی تواضع اور عقیدت کا فرحت انگیز اور رقت آمیز منظر

یہ منظر عجیب فرحت انگیز اور رقت آمیز تھا۔ مخدوم زادہ عالم اور ہندوستانی مسلمانوں کے زعمیم کے اپنے استاد سے متواضعانہ اور مخلصانہ عقیدت قابل دید تھی۔ اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور دیگر اکابر اور حضرت قاری طیب صاحب مدظلہ نے حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ کی دستار بندی کرائی۔

## قاری طیب کا مولانا عبدالحق کو زبردست خراج تحسین

اسکے بعد حضرت قاری محمد طیب صاحب مدظلہ نے مانک پر آ کر حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی دستار بندی کا اعلان فرمایا اور حضرت کے بارہ میں تحسین و محبت کے زوردار کلمات سے ان کا تعارف کیا اور فرمایا حضرت مولانا دامت برکاتہم دارالعلوم دیوبند کے جید علماء میں سے ہیں جنہوں نے فراغت کے بعد عرصہ تک دارالعلوم دیوبند میں تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور تقسیم ہند کے بعد بادل خواستہ حضرت مولانا کو یہ سلسلہ ترک کرنا پڑا اور تقسیم کے بعد ایک دینی ادارہ جامعہ حقانیہ کے نام سے قائم کر رکھا ہے اور حضرت مولانا وہاں خود کئی ہزار فضلاء کو دستار فضیلت عنایت کر چکے ہیں۔ مگر انکی دستار بندی بھی نہیں ہوئی تھی اور اب بحیثیت فاضل دارالعلوم دیوبند ہونے کے ہم انکی خدمت میں دستار فضیلت پیش کر رہے ہیں

حضرت مدظلہ اس وقت مانک کے قریب تشریف فرما تھے مانک پر آنے کے بعد ان کی دستار بندی ہوئی۔

## مولانا عبدالحق مدظلہ کا مختصر ارشاد

دستار بندی کے بعد حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ نے دو چار منٹ تک مختصر کلمات بھی ارشاد فرمائے، فرمایا کہ: یہ سب ان اکابر کی برکت اور دارالعلوم کا فیض ہے ہم میں اسکی ہرگز اہلیت نہیں پورے برصغیر میں دین کی اشاعت حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ، حضرت شیخ العرب والجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، اور حضرت قاری صاحب مدظلہ ان اکابر کی مساعی جلیلہ کا نتیجہ ہے ان اکابر دارالعلوم کی کوششوں سے ملک آزاد ہوا اور دارالعلوم برصغیر میں اسلامی بقاء اور اشاعت کا ذریعہ بنادارالعلوم دیوبند کو رب العزب مزید ترقیوں سے نوازے۔

اس موقع پر ایک اور برگزیدہ بزرگ کی دستار بندی بھی کی گئی جن کا نام سمجھنے میں نہیں آیا مگر کسی نے کہا حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی کے خلیفہ اجل مولانا شاہ مسیح اللہ خان صاحب مدظلہ تھے اور کسی نے کہا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے پوتے حضرت مولانا مفتی محمود احمد گنگوہی دامت برکاتہم تھے۔ اس کے بعد حضرت قاری محمد طیب صاحب مدظلہ نے مانک پر آ کر کسی بزرگ کا نام لیکر فرمایا کہ ان حضرات کی خواہش ہے کہ اس نشست میں حضرت مولانا محمد سالم قاسمی مدظلہ کی دستار بندی بھی کر دی جائے۔ چنانچہ ان کی دستار بندی بھی اس موقع پر کر دی گئی۔

اجلاس کی آخری نشست ۲۳ مارچ میں بھی اختتام سے قبل بعض اکابر مدرسین دارالعلوم دیوبند اور کچھ حضرات کی دستار بندی ہوئی۔ جس میں مولانا سعید احمد اکبر آبادی، مفتی عتیق الرحمن عثمانی، مولانا منت اللہ رحمانی، مولانا قاضی زین العابدین، سجاد میرٹھی، شاہ صبغۃ اللہ بخاری، مولانا بدر الحسن ایڈیٹر عربی جریدہ الداعی مولانا محمد اسلم قاسمی ناظم اجلاس وغیرہ کے نام یاد پڑتے ہیں۔



شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب  
ضبط و ترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

## خود احتسابی کا فقدان

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ إِلَى  
اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (المائدہ: ۱۰۵)  
”اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو، اگر تم صحیح راستے پر ہو گئے تو جو لوگ گمراہ ہیں وہ تمہیں نقصان نہیں  
پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے اس وقت وہ تمہیں بتائے گا۔ کہ تم کیا  
عمل کرتے رہے ہو۔“

امت مسلمہ مسائل کی دلدل میں:

محترم سامعین! آج ہم اگر ہر طرف دیکھیں گھر کے اندر یا باہر، اندرون ملک، بیرون ملک ہر  
جگہ مسلمان مسائل کا شکار ہیں۔ اندرون تو اختلاف اور جھگڑوں میں مبتلا ہیں تو بیرون غیر مسلم کے بچے  
میں، اگر ان تمام مسائل پر غور کیا جائے تو ایک صحیح العقیدہ مسلمان یہ بات کہنے پر مجبور ہوگا کہ ان مصائب  
و تکالیف کی اصل وجہ دین سے دوری اور حضور اکرم ﷺ کی سنتوں سے انحراف ہے آج امت مسلمہ کی  
اکثریت نے اللہ تعالیٰ کی بندگی اور نبی کریم ﷺ کی سنتوں کا اتباع چھوڑ کر اپنی من چاہی زندگی جو صرف  
خواہشات پر مبنی ہے اپنائی ہوئی ہے تو ان ہی اعمال کی وجہ سے صبح وشام نئی تکالیف اور مصائب کا شکار  
ہیں، قرآن مجید میں تمام مصائب اور مشکلات کا سبب ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ  
كَثِيرٍ (الشوری: ۳۰)

”جو کچھ مصیبتوں سے تم دوچار ہوتے ہو وہ سب تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے اور بہت سے  
تمہارے بد اعمال اللہ تعالیٰ معاف بھی فرماتے ہیں یعنی انکی کوئی سزا نہیں دیتے۔“

## مصائب و مشکلات کے اسباب:

بہر حال ہماری تمام تکالیف و مصائب، مسائل و مشکلات کا اصل سبب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور سنت رسول ﷺ سے روگردانی ہے اور یہ سبب سب کو معلوم بھی ہے اسی طرح ان مسائل کو حل کرنے کیلئے ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف جماعتیں دن رات مختلف طریقوں سے اصلاح کی کوششیں بھی کرتیں ہیں لیکن ان تمام کوششوں، قربانیوں کے باوجود بے دینی کا سیلاب دن بدن مزید پھیل رہا ہے مگر دین جہاں پر کھڑا تھا وہاں سے پیچھے کی جانب تو آتا ہے مگر ترقی کی جانب سفر نہیں کرتا اس کی وجہ اور سبب کیا ہے؟ تو اس کا جواب وہ آیت کریمہ ہے جو آپ حضرات کے سامنے خطبہ میں ذکر کی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مِّنْ صَلَّٰلٍ اِذَا هُم مُّتَحِدِيْنَ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (المائدة: ۱۰۵)

”اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو۔ اگر تم صحیح راستے پر ہونگے تو جو لوگ گمراہ ہیں وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے اس وقت وہ تمہیں بتائے گا کہ تم

کیا عمل کرتے رہے ہو“

## ہمارا بنیادی مسئلہ:

محترم سامعین! جب اس آیت مبارک پر غور و فکر کریں تو ہمارے سامنے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ جب بھی ہم اصلاح کی بات کرتے ہیں یا کوئی قدم اٹھاتے ہیں تو ہماری نظر دوسروں کے عیوب پر ہوتی ہے کہ فلاں رشوت خور، زانی، شرابی، ڈاکو، حرام خور، قاتل، جھوٹا، بے نمازی وغیرہ ہے اس کی اصلاح کرنا ضروری ہے ہر وقت یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ ہر چیز میں دھوکہ و فریب ہو رہا ہے۔ عریانی و عیاشی کا بازار گرم ہے یہ سب بد اعمال دوسرے لوگ ہی کرتے ہیں لیکن ہمیں کبھی بھی اپنی جان کی فکر کرنے کی نوبت نہیں آئی کہ یہ امور باطلہ تو ہمارے اندر بھی موجود ہیں یہ عیب اور برائیاں تو میرے اندر بھی پائی جاتی ہیں، میرا پہلا فرض تو یہ تھا کہ میں اپنی اصلاح پہلے کرتا لیکن ہمیں اپنے اندر کچھ بھی غلط نظر نہیں آ رہا بلکہ غلطی صرف دوسرے لوگ کر رہے ہیں اس لئے قرآن مجید نے بڑے بہترین انداز میں فرمایا: کہ اے ایمان والو! تم اپنی اصلاح کی فکر کرو جب تم خود راہ راست پر آگئے تو پھر جو لوگ ہدایت یافتہ نہیں ہیں ان کے اعمال بد تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اس لئے کہ تم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی واپس لوٹ کر جانا ہے اس آیت مبارکہ میں ذکر ہے کہ ہر شخص کو صرف اپنے اعمال کا جواب دینا ہے اور ہر شخص سے اس کے اپنے اعمال کا سوال ہوگا اس لئے ضروری ہے کہ پہلے اپنے اعمال کا جائزہ لو کہ میرے کتنے اعمال اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری پر مشتمل ہیں اور کتنے

نافرمانی پر میرے کون سے کام سنت رسول ﷺ کے موافق ہیں اور کتنے مخالف۔

نکتہ چینی: میرے محترم سامعین! بعض اوقات آدمی کی نظر دوسرے لوگوں پر ہوتی ہے کہ فلاں فلاں عیوب میں مبتلا ہیں اور اپنے عیوب سے غافل اور بے فکر ہو جاتا ہے حالانکہ رسول ﷺ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا: **من قال: هلك الناس فهو اهلكهم** یعنی جو شخص یہ کہے کہ تمام لوگ ہلاک ہو گئے کیونکہ ان کے اعمال و کردار گستاخاں ہیں تو سب سے زیادہ ہلاکت کا شکار وہ شخص خود ہے جو دوسروں کی برائیاں تو بیان کر رہا ہے مگر اپنی حالت سے بے خبر ہے اور اگر ہم اپنی حالت پر غور و فکر کریں اپنے عیوب پر نظر ڈالیں اور ان کی اصلاح کی فکر کریں تو یقیناً ہمیں اپنی جانیں سب سے زیادہ معیوب اور بری نظر آئیں گی اور دوسرے لوگ خود سے بہتر معلوم ہونگے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کی تواضع و کسر نفسی: حضرت ذوالنون مصریؒ بڑے درجے کے اولیاء اللہ اور اتنے اونچے درجے کے بزرگ ہیں کہ ہم لوگ اس کا تصور و خیال بھی نہیں کر سکتے۔ ان کے بارے میں ایک عجیب و غریب واقعہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ ان کے شہر میں قحط پڑ گیا، اور بارشیں بند ہو گئی۔ لوگ انتہائی پریشان حال اور مجبور ہو گئے، اور بارش کیلئے دعائیں اور نمازیں پڑھ رہے تھے۔ کچھ لوگوں نے سوچا کہ آج کے دور میں کائنات کا سب سے بڑا ولی اور بزرگ حضرت ذوالنون مصریؒ ہیں ان کے پاس جا کر دعا کی درخواست کرتے ہیں جب وہ اللہ کے حضور دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا چنانچہ قوم اکٹھی ہو کر حضرت ذوالنون مصریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضرت: آپ دیکھ رہے ہیں کہ پوری قوم قحط اور تکلیف میں مبتلا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بارش عطا فرمائے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا: کہ دعا تو میں کروں گا انشاء اللہ، لیکن ایک بات سن لو، وہ یہ کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ: **وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَمِمَّا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ** (الشوری: ۳۰) جو کچھ تمہیں دنیا کی مصیبت یا پریشانی آتی ہے وہ لوگوں کی بد اعمالیوں اور گناہوں کی وجہ سے آتی ہے۔ لہذا اگر بارش نہیں ہو رہی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بد اعمالیوں اور گناہوں میں مبتلا ہیں اور ان گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحمت کے دروازے بند کر دیئے ہیں، اس لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ ہم میں سے کون سا شخص سب سے زیادہ گناہگار ہے، لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ پوری بستی میں مجھے اپنی ذات سے زیادہ گناہگار آدمی نظر نہیں آ رہا اور میرا غالب گمان بھی یہ ہے کہ بارش کا رکنا اور قحط کا آنا اس وجہ سے ہے کہ میں اس علاقے میں موجود ہوں۔ جب میں اس گاؤں سے باہر جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس گاؤں کی طرف متوجہ ہوگی انشاء اللہ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسی قحط سالی کا علاج یہ ہے

کہ میں اس علاقے سے دور چلتا ہوں، اللہ تعالیٰ تمہیں خیر و عافیت نصیب فرما کر آپ تمام قوم پر رحم و کرم کا معاملہ فرمائے۔

**قابل تقلید عمل:** محترم حضرات دیکھئے! حضرت ذوالنون مصریٰ جیسا بزرگوار اللہ کا کامل بندہ یہ خیال کر رہا ہے کہ اس علاقے میں مجھ سے بڑا گناہ گار کوئی نہیں۔ اس لئے اگر میں اس علاقے سے نکل جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ اس بستی پر رحم فرما کر ان کی پریشانی دور فرمادیں گے۔ اب بتائیے کہ کیا وہ جھوٹ بول رہے تھے؟ حضرت ذوالنون مصریٰ جیسے ولی اللہ کی زبان سے جھوٹ نہیں نکل سکتا بلکہ وہ حقیقتاً اپنے آپ کو یہ سمجھتے تھے کہ سب سے زیادہ گناہ گار اور عیب دار میں خود ہوں۔ اور وہ اس لئے یہ سوچ رکھتے تھے کہ ہر وقت ان کی نظر اپنی ذات پر تھی کہ میرے اندر کیا عیوب اور نقائص ہیں؟ اور ان کو میں کیسے ختم کروں گا۔

اپنے اعمال کا جائزہ: بہر حال جب تک دوسروں کو دیکھتے رہے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلاں کے اندر یہ عیب ہے اور فلاں کے اندر یہ برائی ہے لیکن جب اپنے عیوب پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ کوئی بھی اتنا بڑا مجرم نہیں جتنا بڑا مجرم میں خود ہوں، اس لئے کہ جب اپنے اعمال کا جائزہ لینے کی توفیق ہوئی تو سارے عیوب اور نقصانات سامنے آ گئیں، یاد رکھئے! کوئی انسان دوسرے انسان کے عیوب اور برائی سے اتنا واقف نہیں ہو سکتا جتنا انسان اپنی برائی سے واقف ہوتا ہے۔

**معاشرے کی اصلاح:** محترم سامعین! معاشرے کی اصلاح تو اس وقت ہوگی جب ہر وقت ہم سوچیں کہ میں جھوٹ بولنے کا عادی ہوں تو کس طرح میں جھوٹ سے چھٹکارا حاصل کر سکوں گا؟ میں غیبت کرنے کا بیمار ہوں تو اس غیبت کو کیسے چھوڑوں گا، میں دھوکہ باز ہوں اس جرم سے کیسے نجات حاصل ہوگی، اگر سودی کاروبار کرتا ہوں یا سود کا پیسہ کھاتا ہوں تو اس عظیم لعنت سے اپنے آپ کو کیسے بچاؤں۔ اگر میں بے پردگی اور عریانی و فحاشی میں مبتلا ہوں تو میں کیسے اس سیلاب سے خود کو محفوظ کرونگا، اور ان تمام عیوب کی اصلاح اپنی ذات سے شروع کرنا پڑے گی، جب تک ہمارے اندر یہ فکر پیدا نہیں ہوگی، یاد رکھیں! اس وقت تک میں اصلاح کی یہ فکر دوسرے کے اندر منتقل نہیں کر سکتا، اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا کہ:

عَلَيْكُمْ أَنْفُسُكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ (المائدہ: ۱۰۵)

”اپنی جانوں کی فکر کرو، اگر دوسرے لوگ گمراہ ہو رہے ہیں تو ان کی گمراہی تمہیں نقصان نہیں

پہنچا سکتی۔ بشرطیکہ تم راہ راست پر ہو۔“

**سنت نبویؐ کی پیروی:** میرے محترم سامعین! جب یہ فکر ہر ایک شخص کے ذہن میں پیدا ہوگی تو یہ معاشرہ خود بخود صحیح سمت روانہ ہو جائے گا اور موجودہ تمام مسائل خود بخود حل ہونگے، اور اس کی زندہ و تابندہ



مثال حضور اکرم ﷺ کی مثالی زندگی اور صحابہ کرامؓ کی مجاہدانہ کردار ہے آئیے دیکھتے ہیں کہ عرب کا وہ انتہائی گمراہ اور جہالت میں ڈوبا ہوا معاشرہ جس میں کائنات کا ہر گناہ اور ہر فساد موجود تھا کس طرح ہدایت کا تابندہ سورج بن کر تمام دنیا کیلئے اسلام اور امن، خوشحالی اور کامیابی والا معاشرہ بن گیا اور ۲۳ سال کے مختصر عرصے کی محنت کے بعد وہ قوم پوری دنیا کیلئے ایک مثال اور نمونہ بن کر ابھرتی ہے یہ انقلاب کیسے آیا؟ حضورؐ کی پالیسی: حضور اکرم ﷺ نے ان ۲۳ سالوں میں سے ۱۳ سال مکہ مکرمہ میں گزارے اس کی دور میں نہ جہاد کا حکم، نہ کوئی سرداری اور حکمرانی ہے بلکہ اس وقت حکم یہ ہے کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا بدلہ بھی مت لو بلکہ برداشت کرتے رہو صبر کا دامن ہاتھ سے جانے مت دینا کی زندگی کی تکالیف آپ حضرات کئے سامنے کئی مرتبہ ذکر کر چکا ہوں حضرت بلال حبشیؓ کو تپتی ہوئی ریت پر لٹایا جاتا سینے پر پتھر کی سلیں رکھی جاتی، عمار کے والد حضرت یاسرؓ کو بیدردی سے شہید کیا گیا حضرت سمیہؓ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے شہید کیا گیا اور یہ مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا انکار کرو، جس وقت صحابہ کرامؓ پر یہ ظلم کیا جا رہا تھا تو اس کے جواب میں صحابہ کرامؓ کم از کم ایک تھپڑ اور لات تو مار سکتے تھے لیکن اس وقت حکم یہ تھا کہ تکلیف برداشت کرتے رہو بدلہ لینے کی اجازت نہیں۔ لہذا کی زندگی کے ۲۳ سال اس طرح گزرے کہ اس میں حکم یہ تھا عبادت میں لگے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے برداشت اور صبر کا دامن مت چھوڑو۔ تو اس کے بعد مدینہ طیبہ کی زندگی کا آغاز ہوا پھر آپ نے وہاں ایسا نظام قائم فرمایا کہ کائنات نے ایسا نظام نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ ہی تا قیامت دیکھ سکے گی اور وجہ صرف یہ تھی کہ ہر شخص اپنی اصلاح کی فکر میں مگن تھا اور ان کا پہلا کام یہ تھا کہ اپنی اصلاح کی فکر کرو اپنی اصلاح کے بعد جب انسان آگے دوسروں کی اصلاح کی طرف قدم بڑھائے گا تو انشاء اللہ اس میں کامیابی و کامرانی اس کے قدم چومے گی۔ پھر وہی ہوا کہ صحابہ کرامؓ جس جگہ پر بھی پہنچے فتح ہی فتح، غلبہ ہی غلبہ اور تمام عالم کفران سے مرعوب تھا

اپنے آپ کا محاسبہ: محترم حضرات! میری تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ آج ہماری اصلاح کی تمام کوششیں اور قربانیاں ناکامی کا شکار ہیں اور معاشرے پر انکا کوئی نمایاں اثر نظر نہیں آتا اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ اپنی اصلاح کے بجائے دوسرے لوگوں کیلئے مصلح بن گئے ہیں حالانکہ پشتو میں ضرب المثل ہے کہ ”چھلنی نے کوزے کو کہا کہ تم میں دوسرا خ ہیں“ یہی ہماری حالت ہے کہ خود عیوب سے بھرے پڑے ہیں اور دوسروں کی اصلاح کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح طریقے سے اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## غزوہ ہند و ہند کی پیشین گوئی

حدیث غزوۃ الہند اور اس کے عصری معنویت کے حوالے سے مسلسل مباحثے جاری ہیں، ہندوستانی علماء اس کا مفہوم کچھ اور سمجھتے ہیں جبکہ پاکستانی کچھ اور، اس حوالے سے محدثین کرام کی تشریحات کیا ہیں؟ کن کتابوں میں وارد ہے؟ اور اسنادی حیثیت کے علاوہ اس کی عصری تطبیق کیا ہے؟ ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب نے زیر نظر تمام مباحث کو انتہائی خوش اسلوبی کیساتھ جمع کیا ہے..... (ادارہ)

غزوہ ہند و ہند اسلامی تاریخ کا ایک درخشاں باب ہے، اس کا آغاز خلفائے راشدین کے عہد سے ہوا جو مختلف مراحل سے گذرتا ہوا آج 2016 میں بھی جاری ہے اور مستقبل میں اللہ بہتر جانتا ہے کہ کب تک جاری رہیگا۔ اس کی دینی بنیادوں پر غور کریں تو حقیقت یہ ہے کہ ایک لحاظ سے غزوہ ہند، نبوی غزوات و سرایا میں شامل ہے، ہماری نظر میں نبوی غزوات کی بلحاظ زمانہ وقوع دو بڑی قسمیں ہیں:

(۱) غزواتِ ثابۃ یا واقعہ: یعنی وہ جنگیں جو رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں، وقوع پذیر ہو چکیں، سیرت نگاروں اور محدثین کی اصطلاح میں ان غزوات کی دو قسمیں ہیں:

غزوہ: وہ معرکہ جس میں آپ ﷺ نے بذاتِ خود شرکت فرمائی اور جنگ میں صحابہ کی کمان اور قیادت کی۔ تعداد کے اعتبار سے تقریباً 27 ایسی جنگیں ہیں جن میں نبیؐ نے بذاتِ خود شرکت فرمائی۔ (۱)

سریرہ: محدثین اور سیرت نگاروں کی اصطلاح میں وہ جہادی مہمات جن میں آپ ﷺ نے بذاتِ خود شرکت نہیں فرمائی بلکہ کسی صحابی کو قیادت کے لیے متعین فرمایا، سریرہ کہلاتی ہیں، اور کتبِ حدیث و سیرت میں تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔

زمانی تقسیم کے لحاظ سے یہ دونوں قسمیں غزواتِ واقعہ کے ذیل میں آتی ہیں۔

(۲) غزواتِ موعودہ: اس قسم میں وہ سب جنگیں اور غزوات شامل ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی بشارت اور پیشین گوئی کے نتیجے میں وقوع پذیر ہوئیں، یا مستقبل میں کسی وقت وقوع پذیر ہوگی۔

غزواتِ موعودہ کی مثال نبی اکرم ﷺ کی وہ پیشین گوئی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت سے قبل تم چھوٹی آنکھوں، سرخ چہروں، اور چھٹی ناک والے ترکوں سے جنگ کرو گے ان کے چہرے گویا تیر زدہ ڈھالیں ہیں (۲)

غزواتِ موعودہ کی ایک اور مثال فتحِ قسطنطنیہ کی نبوی پیشگوئی ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت سے قبل یہ واقعہ ضرور پیش آئے گا کہ اہل روم اعماق یا دابق (۳) کے قریب اتریں گے تو ان سے جہاد کے لیے روئے زمین پر اس وقت کے بہترین لوگوں پر مشتمل ایک لشکر مدینہ منورہ سے نکلے گا، جنگ کیلئے صف بندی کے بعد رومی کہیں گے: ہمارے مقابلہ کے لیے ان لوگوں کو ذرا آگے آنے دیجیے جو ہماری صفوں سے آپ کے ہاتھوں قیدی بنے، اب وہ آپ کی جانب سے ہمیں قید کرنے کی نیت سے آگئے ہیں، ہم ان سے خوب نمٹ لیں گے، مسلمان جوابا ان سے کہیں گے: بخدا ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے ساتھ اس لڑائی میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتے، اس کے بعد جنگ ہوگی جس میں ایک تہائی مسلمان شکست خوردہ ہو کر پیچھے ہٹ جائیں گے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی توبہ ہرگز قبول نہیں فرمائے گا۔ ایک تہائی لڑکر شہادت کا درجہ حاصل کریں گے، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل ترین شہدا کا مقام پائیں گے۔ باقی ایک تہائی مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ فتح سے ہمکنار فرمائیں گے، ان کو آئندہ کسی آزمائش سے دوچار نہیں کیا جائے گا، یہی لوگ قسطنطنیہ کو آخری مرتبہ فتح کریں گے۔ (۴)

نبوی غزوات میں سرکارِ دو عالم کی قیادت میں کفار کے خلاف جہاد میں شرکت کے لیے صحابہ کرام بے پناہ شوق اور جذبہ رکھتے تھے، ایسا شوق، سچے ایمان کا تقاضا اور حقیقی حبِ رسول ﷺ کی علامت تھی۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کے مبارک عہد کے بعد جب آپ کی قیادت میں جہاد کی سعادت حاصل کرنے کا موقع باقی نہ رہا تو سلفِ صالحین ایسے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے کہ کم از کم آپ کی پیشگوئی والے معرکہ میں شرکت کی سعادت ضرور حاصل کر سکیں۔ اس ضمن میں ایک دلچسپ واقعہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے عم زاد اور سائلے، مشہور تابعی کمانڈر حضرت مسلم بن عبد الملک بن مروانؓ کے بارے میں کتبِ حدیث و تاریخ میں نقل ہوا ہے، اس کی تفصیل یوں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن ہشیر بن سحیم الخثعمی، الغنوی رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت ہشیر سے ایک حدیث بیان کرتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ: قسطنطنیہ کا شہر ضرور فتح ہوگا اس فاتحانہ ہم کا امیر لشکر بہترین امیر اور لشکر مجاہدین بہترین لشکر ہوگا۔ (ملاحظہ ہو: مسند

احمد ۲۳۵/۴ مسندِ بشر بن سحیم الخثعمی: ۱۸۱۸۹ المستدرک علی الصحیحین للحاکم ۴/ ۶۸،

یہ حدیث حضرت مسلمۃ بن عبد الملک کے علم میں آئی تو انہوں نے اس کے راوی حضرت عبد اللہ بن بشر کو بلوا بھیجا، حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جب میں ان سے ملا تو انہوں نے مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو میں نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے ان کو یہ حدیث سنائی، چنانچہ انہوں نے مجھ سے یہ حدیث سننے کے بعد قسطنطینیہ پر چڑھائی کا فیصلہ کیا۔

احادیث غزوہ ہند میں امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی جو روایت نقل کی ہے، اس میں حضرت امام ابوالاسحاق فزاری کا قول نقل کیا ہے کہ جب انہوں نے یہ حدیث سنی تو ابن داؤد سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا: کاش! کہ مجھے رومیوں کے ساتھ جنگ و جہاد میں گزری ساری عمر کے بدلے میں ہندوستان کے خلاف نبوی پیشگوئی کے مطابق کسی ایک چہادی مہم میں حصہ لینے کا موقع مل جاتا۔ امام ابوالاسحاق فزاری رحمہ اللہ کی اس تمنا کی عظمت کا اندازہ ان کے مناقب کے ضمن میں، حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس خواب سے لگایا جاسکتا ہے جو امام ذہبی نے سیر اعلام النبلا میں نقل کیا ہے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ نبی ﷺ کی مجلس لگی ہوئی ہے، اور آپ کے پہلو میں ایک نشست خالی ہے تو میں نے ایسے موقع کو نادر اور غنیمت سمجھتے ہوئے اس پر بیٹھنے کی کوشش کی تو نبی ﷺ نے یہ کہتے ہوئے منع فرما دیا کہ یہ نشست خالی نہیں بلکہ ابوالاسحاق فزاری کے لیے مخصوص ہے (۵) غزوہ سندھ و ہند کے متعلق نبوی پیشین گوئی

غزوہ ہند و سندھ بھی نبی ﷺ کے غزوات موعودہ کی ذیل میں آتا ہے اور اس کی بشارت، پیشگوئی اور فضیلت کے متعلق نبی کریم ﷺ سے متعدد احادیث مروی ہیں۔ اہل علم و فضل ان احادیث کا تذکرہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں ضرور کرتے رہتے ہیں لیکن عام طور پر کسی حوالہ کے بغیر، ہم نے مقدور بھر محنت کر کے بیشمار کتب و مصادر حدیث کو کھنگالا، ان احادیث کو تلاش کیا، ترتیب دے کر ان کا درجہ بلحاظ صحت و ضعف معلوم کیا، ان ارشادات نبویہ کے معانی و مفاہیم پر غور و فکر کیا اور ان سے ملنے والے اشارات و حقائق اور پیشین گوئیوں کو قرطاس پر منتقل کیا، اب ہم اپنی اس محنت کے نتائج سب مسلمان بھائیوں کی خدمت میں بالعموم اور برصغیر نیز کشمیر کے مسلمانوں کی خدمت میں بالخصوص پیش کرتے ہوئے یک گونہ خوشی اور مسرت محسوس کرتے ہیں۔

ہماری معلومات کے مطابق ایسی احادیث نبویہ کی تعداد پانچ ہے جن کے راوی تین جلیل القدر صحابہ کرام حضرت ابو ہریرہؓ، جن سے دو حدیثیں مروی ہیں، حضرت ثوبان اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم، جمعین اور تبع تابعین میں سے حضرت صفوان بن عمرو رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

ذیل میں ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ان سب احادیث کو ذکر کریں گے، پھر ان کی علمی تخریج (ان کتب حدیث اور محدثین کا حوالہ جنہوں نے ان کا تذکرہ کیا ہے) کے بعد ان سے استنباط شدہ شرعی احکام اور فوائد اور دروس کو بیان کریں گے۔

۱: حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سب سے پہلی حدیث حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

حدثني خليلي الصادق رسول الله ﷺ انه قال: يكون في هذه الامم بعث لى السند والهند فان ادر كنه فاستشهدت فذلك وان انا رجعت وانا ابوهرير المحرر قد اعتقني من النار  
ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو صرف امام احمد بن حنبل نے مسند میں روایت کیا ہے اور ابن کثیر نے انہی کے حوالے سے البدایہ والنہایہ میں نقل کی ہے۔ (۶) قاضی احمد شاکر نے مسند احمد کی شرح و تحقیق میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (۷)

ترجمہ: میرے بھائی دوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان کیا اور فرمایا: اس امت میں سندھ و ہند کی طرف (شکروں کی) روانگی ہوگی، اگر مجھے ایسی کسی مہم میں شرکت کا موقع ملا اور میں (اس میں شریک ہو کر) شہید ہو گیا تو ٹھیک، اگر (غازی بن کر) واپس لوٹ آیا تو میں ایک آزاد ابو ہریرہ ہوں گا جسے اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہوگا۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے اسی حدیث کو اپنی کتاب السنن المجتبیٰ اور السنن الکبریٰ دونوں میں مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

وعدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم غزو الهند فان ادر كنه انفق فيها  
نفسى و مالى فان اقتل كنت من افضل الشهداء وان ارجع فانا ابوهرير  
المحرر (۸)

نبی کریم ﷺ نے ہم سے غزوہ ہند کا وعدہ فرمایا۔ اگر مجھے اس میں شرکت کا موقع مل گیا تو میں اپنی جان و مال خرچ کر دوں گا، اگر قتل ہو گیا تو میں افضل ترین شہدا میں شمار ہوں گا، اور اگر واپس لوٹ آیا تو ایک آزاد ابو ہریرہ ہوں گا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی السنن الکبریٰ میں یہی الفاظ نقل کیے ہیں۔ انہی کی ایک دوسری روایت میں یہ اضافہ بھی ہے۔ مسدد نے ابن داؤد کے حوالہ سے ابواسحاق الفزازی (ابراہیم بن محمد، محدث شام اور مجاہد عالم، وفات ہجری ۱۸۶) کے متعلق بتایا کہ وہ کہا کرتے تھے: وددت انی شهدت ماربد بكل غزوہ



غزوتھا فی بلاد الروم میری خواہش ہے کہ کاش ہر اس غزوہ کے بدلے میں، جو میں نے بلاد روم میں کیا ہے، ماربد (عرب سے ہندوستان کی سمت مشرق میں کوئی علاقہ) میں ہونے والے غزوات میں شریک ہوتا۔ (۹) امام بیہقی نے یہی روایت دلائل النبوة میں بھی ذکر کی ہے۔ (۱۰) اور انہیں کے حوالہ سے اس روایت کو امام سیوطی نے الخصائص الکبریٰ میں نقل کیا ہے۔ (۱۱)

مزید برآں اس حدیث کو مندرجہ ذیل محدثین نے تھوڑے سے لفظی فرق کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام احمد نے، مسند میں بایں الفاظ فان استشهدت كنت من خير الشهداء شیخ احمد شاکر نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے (۱۲) امام احمد کی سند سے ابن کثیر نے اسے البدایہ والنہایہ میں نقل کیا ہے۔ (۱۳) ابونعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں (۱۴)، امام حاکم نے المستدرک علی الصحیحین میں روایت کر کے درجہ حدیث کے متعلق سکوت اختیار کیا اور امام ذہبی نے اس کو اپنی تلخیص مستدرک سے حذف کر دیا۔ (۱۵) سعید بن منصور نے اپنی کتاب السنن میں، (۱۶) خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں، (۱۷) امام بخاری کے استاذ نعیم بن حماد نے الفتن میں، (۱۸) ابن ابی عاصم نے اپنی کتاب الجہاد میں، اور اس کی سند حسن ہے (۱۹)، ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب العلل میں (۲۰)، ان کے علاوہ آئمہ جرح و تعدیل میں سے امام بخاری نے تاریخ الکبیر (۲۱) میں، امام مزنی نے تہذیب الکمال میں (۲۲) اور ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں اس حدیث کو روایت کیا ہے (۲۳)، درجہ کے لحاظ سے یہ حدیث مقبول، یعنی صحیح یا حسن ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔

۲: حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت میں دو گروہ ایسے ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے آگ سے محفوظ کر دیا ہے، ایک گروہ ہندوستان پر چڑھائی کرے گا، اور دوسرا گروہ عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہوگا۔

انہی الفاظ پر اتفاق کے ساتھ یہ حدیث درج ذیل محدثین نے روایت کی ہے:

امام احمد نے مسند میں، (۲۴) امام نسائی نے السنن المجتبیٰ میں، شیخ ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (۲۵) اسی طرح السنن الکبریٰ میں بھی (۲۶) ابن ابی عاصم نے کتاب الجہاد میں سند حسن کے ساتھ (۲۷)، ابن عدی نے الکامل فی ضعف الرجال میں (۲۸)، طبرانی نے المعجم الاوسط میں (۲۹)، بیہقی نے السنن الکبریٰ میں (۳۰)، ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں (۳۱)، امام دیلمی نے مسند الفردوس میں (۳۲)، امام سیوطی نے الجامع الکبیر میں اور امام مناوی نے الجامع الکبیر کی

شرح فیض القدیر میں (۳۳)، امام بخاری نے التاریخ الکبیر میں (۳۴)، امام مزنی نے تہذیب الکمال میں (۳۵) اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں (۳۶)۔

### ۳: حضرت ابو ہریرہؓ کی دوسری حدیث

حضرت ابو ہریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہندوستان کا تذکرہ کیا اور ارشاد فرمایا: ضرورتاً تمہارا ایک لشکر ہندوستان سے جنگ کرے گا، اللہ ان مجاہدین کو فتح عطا فرمائیگا حتیٰ کہ وہ (مجاہدین) ان (ہندوؤں) کے بادشاہوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر لائیں گے اور اللہ (اس جہاد عظیم کی برکت سے) ان (مجاہدین) کی مغفرت فرمادے گا، پھر جب وہ واپس پلٹیں گے تو عیسیٰ ابن مریم کو شام میں پائیں گے۔ حضرت ابو ہریر نے فرمایا: اگر میں نے وہ غزوہ پایا تو اپنا نیا اور پرانا سب مال بیچ دوں گا اور اس میں شرکت کروں گا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا کر دی اور ہم واپس پلٹ آئے تو میں ایک آزاد ابو ہریرہ ہوں گا جو ملک شام میں (اس شان سے) آئے گا کہ وہاں عیسیٰ ابن مریم کو پائیگا۔ یا رسول اللہ! اس وقت میری شدید خواہش ہوگی کہ میں ان کے پاس پہنچ کر انہیں بتاؤں کہ میں آپ ﷺ کا صحابی ہوں، (راوی کا بیان ہے کہ) حضور ﷺ مسکرا پڑے اور ہنس کر فرمایا: بہت مشکل، بہت مشکل۔

اس حدیث کو نعیم بن حماد نے اپنی کتاب الفتن میں روایت کیا ہے (۳۷) اسحاق بن راہویہ نے بھی اس حدیث کو اپنی مسند میں ذکر کیا ہے، اس میں کچھ اہم اضافے ہیں، اس لیے ہم اس روایت کو پیش کر رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: بالیقین تمہارا ایک لشکر ہندوستان سے جنگ کرے گا اور اللہ ان مجاہدین کو فتح دے گا حتیٰ کہ وہ سندھ کے حکمرانوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر لائیں گے، اللہ ان کی مغفرت فرمادے گا۔ پھر جب وہ واپس پلٹیں گے تو عیسیٰ ابن مریم کو شام میں پائیں گے۔ ابو ہریرہ بولے: اگر میں نے وہ غزوہ پایا تو اپنا نیا اور پرانا سب مال بیچ کر اس میں شرکت کروں گا، جب ہمیں اللہ تعالیٰ فتح دے گا تو ہم واپس آئیں گے اور میں ایک آزاد ابو ہریرہ ہوں گا جو شام میں آئیگا تو وہاں عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کرے گا۔ یا رسول اللہ! اس وقت میری شدید خواہش ہوگی کہ میں ان کے قریب پہنچ کر انہیں بتاؤں کہ مجھے آپ کی صحبت کا شرف حاصل ہے (راوی کہتا ہے کہ) رسول اللہ ﷺ یہ سن کر خوب مسکرائے۔ (۳۸)

### ۴: حدیث حضرت کعب رضی اللہ عنہ

یہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: بیت المقدس کا ایک بادشاہ ہندوستان کی

جانب ایک لشکر روانہ کرے گا جو اسے فتح کرے گا، مجاہدین سرزمین ہند کو پامال کر ڈالیں گے، اس کے خزانوں پر قبضہ کر لیں گے، پھر وہ بادشاہ ان خزانوں کو بیت المقدس کی تزئین و آرائش کے لیے استعمال کرے گا۔ وہ لشکر ہندوستان کے بادشاہوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر اس بادشاہ کے روبرو پیش کرے گا، اس کے مجاہدین، بادشاہ کے حکم سے مشرق و مغرب کے درمیان کا سارا علاقہ فتح کر لیں گے اور دجال کے خروج تک ہندوستان میں قیام کریں گے۔

اس روایت کو نعیم بن حماد استاذِ امام بخاری نے اپنی کتاب الفتن میں نقل کیا ہے۔ اس میں حضرت کعب سے روایت کرنے والے راوی کا نام نہیں ہے بلکہ المحکم بن نافع عن حدثہ عن کعب کے الفاظ آئے ہیں، اس لیے یہ حدیث منقطع شمار ہوگی (۳۹)

##### ۵: حضرت صفوان بن عمروؓ کی حدیث

پانچویں حدیث حضرت صفوان بن عمرو رحمہ اللہ سے مروی ہے اور حکم کے لحاظ سے مرفوع کے درجہ میں ہے۔ کہتے ہیں کہ انہیں کچھ لوگوں نے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ ہندوستان سے جنگ کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کو فتح عطا فرمایا گا حتیٰ کہ وہ ہندوستان کے بادشاہوں کو بیڑیوں میں جکڑے ہوئے پائیں گے، اللہ ان مجاہدین کی مغفرت فرمائے گا، جب وہ شام کی طرف پلٹیں گے تو عیسیٰ ابن مریمؑ کو وہاں موجود پائیں گے۔

اس حدیث کو امام نعیم بن حماد نے الفتن میں روایت کیا ہے۔ (۴۰)

الحمد للہ ہم نے اللہ کریم کی توفیق و عنایت سے غزوہ سندھ و ہند سے متعلق جملہ احادیث کو آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے، اب ہم ان احادیث مبارکہ کے معنی و مفہوم، اشارات و دروس پر ایک نظر ڈالیں گے۔

##### غزوہ سندھ و ہند کے متعلق نبوی ہدایات و اشارات پر ایک نظر

یہ پانچوں احادیث، جن کے مآخذ، صحت و ضعف کے اعتبار سے علم حدیث میں ان کا مقام پہلے بیان کر چکے ہیں، ان میں سچی پیشگوئیاں، بلند علمی نکات اور بہت سے اہم، ماضی و مستقبل کے حوالے سے واضح اشارات موجود ہیں، جن میں عام مسلمانوں کے لیے بالعموم اور برصغیر کے مسلمانوں کے لیے بالخصوص خوشخبریاں اور بشارتیں پائی جاتی ہیں۔ لیکن ان بشارتوں اور خوشخبریوں کی حلاوت و لذت کو وہی لوگ پوری طرح محسوس کر سکتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی انداز سے اس مبارک نبوی غزوہ میں شریک ہونے کی سعادت بخشی ہے۔ ذیل میں ہم ان تمام اسباق و نکات کا بالترتیب ذکر کریں گے جو ان احادیث سے مستنبط کیے گئے ہیں۔

## نبی کریم ﷺ کی محبت ایمان کی شرط اول ہے

ان احادیث میں نبی کریم ﷺ کی محبت کا بیان ہے جو حضرت ابو ہریرہ کے الفاظ حدثنی خلیلی سے مترشح ہے۔ نبی کریم ﷺ کی محبت ایمان کا اولین تقاضا، اس کی دلیل، اس کی علامت اور اس کا ثمرہ ہے، محض محبت بھی کافی نہیں بلکہ ایسی والہانہ محبت چاہیے کہ ایک مومن کی نظر میں نبی اکرم کی ذات گرامی کائنات کی ہر چیز سے بلکہ اس کی اپنی جان سے بھی زیادہ اسے محبوب ہو جائے۔ یہی مضمون حضرت انس کی حدیث میں وارد ہوا ہے جس میں آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے، اس کے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب اور پیارا نہ ہو جاں۔

عبداللہ بن ہشامؒ سے روایت ہے کہ ہم ایک موقع پر حضور صلی اللہ کے ساتھ تھے، آپؐ نے حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا کہ حضرت عمرؓ بولے یا رسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں سوائے اپنی جان کے، حضورؐ نے فرمایا: نہیں عمرؓ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جب تک میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں (تمہارا ایمان مکمل نہ ہوگا)، اس پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ اب آپ خدا کی قسم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا: اب بات نبی ہے عمرؓ!

## نبی اکرم ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام کی والہانہ محبت

ان احادیث میں آنحضرتؐ کے ساتھ صحابہ کرام کی الفت و محبت کا احوال بھی بیان ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کو آپؐ کے ساتھ والہانہ عقیدت اور بے پناہ محبت تھی اور وہ اس محبت اور تعلق پر فخر کیا کرتے تھے اور اپنی گفتگو میں اور خصوصاً احادیث روایت کرتے وقت اس قلبی تعلق کا مختلف انداز سے اظہار کر کے خوشی محسوس کرتے تھے اور یہ محض ایک زبانی دعویٰ ہی نہیں تھا بلکہ ان کی تمام عملی زندگی میں اس محبت اور چاہت کے واضح اور نمایاں اثرات نظر آتے تھے۔ حتیٰ کہ عروہ بن مسعود ثقفیؓ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر جب اس والہانہ عشق کا مظاہرہ دیکھا تو وہ بھی اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکا کہ محمدؐ کے ساتھی ان سے جس طرح کی محبت کرتے ہیں وہ ہمیں دنیا کے کسی شاہی دربار میں نظر نہیں آئی۔

## صحابہ کرام کو نبی کریم ﷺ کی سچائی پر پختہ یقین تھا

ان احادیث مبارکہ میں یہ چیز بھی نظر آتی ہے کہ صحابہ کرام کو آنحضرتؐ کی ہر بات اور ہر خبر کے سچا ہونے کا اٹل یقین تھا خواہ وہ ماضی کے متعلق ہو یا مستقبل کے حوالے سے، خواہ اس کا ذریعہ وحی الہی ہو یا کچھ اور، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام نے اس قسم کی خبریں اور پیشین گوئیاں صرف روایت نقل کرنے پر اکتفا

نہیں کیا بلکہ انہیں ایک ہونی شدنی حقیقت جان کر اپنے دلوں میں آرزوئیں پالتے رہے، اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے رہے کہ انہیں غزوہ ہند اور غزوہ سندھ میں شریک ہونے کی سعادت عطا فرمائے۔

**سندھ کا وجود**

حدیث ابو ہریرہؓ اس بات کی دلیل ہے کہ حضورؐ کے زمانے میں ایک ایسا خطہ ارض دنیا میں موجود تھا جسے سندھ (تقریباً موجودہ پاکستان) کے نام سے جانا جاتا تھا۔

**ہندوستان کا وجود**

اسی طرح اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عہد رسالتؐ میں روئے زمین پر ایک ایسا ملک بھی موجود تھا جسے ہند کہا جاتا تھا۔

سندھ سرزمین عرب کے پڑوس میں اور اس پر چڑھائی غزوہ ہند سے پہلے ہوگی۔ یہ حدیث جس میں غزوہ سندھ و ہند کا ذکر آیا ہے، اس میں یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ سندھ کا علاقہ عرب کے پڑوس میں واقع ہے نیز یہ کہ غزوہ سندھ غزوہ ہند سے پہلے ہوگا۔

**سندھ اور ہند پر کفار کا قبضہ**

مزید یہ کہ عہد رسالت مآبؐ میں سندھ اور ہند دو ایسے خطوں کے طور پر معروف تھے جن پر کفار کا قبضہ اور تسلط تھا اور زمانہ نبوت کے بعد بھی ایک عرصہ تک باقی رہا، جبکہ ہندوستان پر مزید، غیر معلوم مدت تک ان کا قبضہ برقرار رہنے کا امکان ہے۔

**نبی کریم ﷺ ان حقائق سے آگاہ تھے**

ان احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضورؐ ان تمام حقائق سے آگاہ اور واقف تھے خواہ اس کا ذریعہ وحی الہی ہو یا تجارتی تعلقات یا دونوں ہوں، یہ بھی ممکن ہے کہ اپنے جاسوسوں اور خفیہ اٹیلی جنس کے ذریعے آپ نے یہ معلومات حاصل کی ہوں کیوں کہ عزوات میں آپ یہ طریقہ کار اختیار کیا کرتے تھے۔ اگرچہ پہلے دو احتمال زیادہ قرین قیاس ہیں لیکن تیسرا احتمال بھی ناممکن نہیں ہے لیکن اس کے لیے ہمارے پاس کوئی منقولی دلیل نہیں ہے۔

**دونوں ملکوں کی تاریخ**

ان احادیث میں ان دونوں ممالک (سندھ اور ہندوستان) میں مستقبل میں پیش آنے والے بعض تاریخی واقعات کا حوالہ ہے اس کے ساتھ یہ اشارہ بھی موجود ہے کہ آئندہ زمانے میں مسلمان ان ممالک سے جنگ کریں گے۔



## غیب کی خبریں، پشتگوئیاں

سندھ اور ہندوستان کی طرف ایک اسلامی لشکر کی روانگی اور جہاد اور پھر کامل فتح کی بشارت کی شکل میں ان احادیث میں مستقبل بعید کی خبر اور پشتگوئی بھی موجود ہے۔

### رسالت محمدیؐ کی حقانیت کا ثبوت

مخبر صادقؐ کی پیش گوئی آج ایک حقیقت بن چکی ہے، خلافت راشدہ اور پھر خلافت امویہ اور عباسیہ کے ادوار میں غزوہ ہند کی شروعات ہوئیں اور پھر ہندوستان پر انگریزی راج کے دوران بھی یہ جہاد جاری رہا، اور آج تقسیم ہند کے بعد بھی جاری ہے اور ان شاء اللہ اس وقت تک جاری رہیگا جب تک کہ مجاہدین سرزمین ہند سے کفار کا قبضہ و تسلط ختم کر کے، ان کے بادشاہوں کو بیڑیوں میں جکڑ کر خلیفۃ المسلمین کے سامنے نہ لے آئیں۔ ان میں سے بعض واقعات کا حدیث نبوی کے مطابق پیش آ جانا حضرت محمد ﷺ کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہے۔

### بیت المقدس کی بازیابی اور مسجد اقصیٰ کی آزادی کی بشارت

ان احادیث میں غزوہ ہند اور فتح بیت المقدس دونوں واقعات کو مربوط انداز میں ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ بیت المقدس کا مسلمان حاکم ایک لشکر روانہ کرے گا جسے اللہ تعالیٰ ہندوستان پر فتح عطا فرمائے گا۔ اس میں پوری امت مسلمہ کے لیے بیت المقدس کی آزادی اور مسجد اقصیٰ کی بازیابی کی بشارت عظمیٰ ہے اور یہ پشتگوئی بھی موجود ہے کہ اس غزوہ کے دوران مجاہدین ہند اور مجاہدین فلسطین کے مابین زبردست رابطہ اور باہمی تعاون موجود ہوگا۔ اس سے یہ حقیقت از خود واضح ہو جاتی ہے کہ ہندوستان کے بت پرست اور سرزمین معراج پر قابض یہودی عالم اسلام کے مشترک اور بدترین دشمن ہیں، آپسی رابطے میں ہیں، انہیں ہندوستان اور فلسطین کے مسلم علاقوں سے بیدخل کرنا واجب ہے۔

### جہاد تا قیامت جاری رہے گا

ان احادیث میں غزوہ اور جہاد کو کسی خاص زمانے اور خاص وقت کیساتھ مقید نہیں کیا گیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ جہاد آخر زمانے تک جاری رہے گا حتیٰ کہ سیدنا عیسیٰ ابن مریم آسمانوں سے اتر کر دجال کو قتل کر دیں گے اور یہ بات صحیح اجدادیت سے ثابت ہے کہ دجال اعظم کے اکثر پیروکار یہودی ہوں گے۔

### جہاد دفاعی بھی ہے اور اقدامی بھی

یہ پانچوں احادیث اس پر واضح طور پر دلالت کر رہی ہیں کہ غزوہ ہندوستان میں جہاد صرف دفاع تک محدود نہیں ہوگا بلکہ اس میں حملہ آوری اور پیش قدمی ہوگی اور دار الکفر کے اندر گھس کر کفار سے

جنگ کی جائے گی۔ غزوہ اور بعث کے دنوں الفاظ اس باب میں صریح ہیں۔ غزوہ کا لغوی مفہوم اقدامی جنگ ہے۔ جنگ دو طرح کی ہوتی ہے اول دعوتی و تہذیبی جنگ، دوم عسکری و فوجی جنگ، اور اسلام کی نظر میں دونوں طرح کی جنگ مطلوب ہے، یہ دونوں قسم کا جہاد پہلے بھی ہوا ہے اور اب بھی ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا، البتہ مذکورہ احادیث میں جس غزوہ اور جنگ کی پشتگوئی کی گئی ہے اس سے مراد عسکری اور فوجی جہاد ہے۔ واللہ اعلم

دشمنوں کی پہچان

ان احادیث میں اسلام اور مسلمانوں کے دو بدترین دشمنوں کی پہچان کرائی گئی ہے، ایک بت پرست ہندو اور دوسرے کینہ پرور یہودی۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ حضورؐ نے غزوہ ہند اور سندھ کا ذکر فرمایا اور ظاہر ہے کہ غزوہ اور جہاد صرف کفار کے خلاف ہی ہو سکتا ہے اور آج ہندوستان میں حکمران کفار، بت پرست ہندو ہیں اور حدیث ثوبانؓ میں یہ بیان ہوا ہے کہ سیدنا عیسیٰ ابن مریم اور ان کے ساتھی دجال اور اس کے یہودی رفقا کے خلاف لڑیں گے۔ اس طرح گویا ایک طرف حدیث میں کفر اور اسلام دشمنی کی قدر مشترک کی بنا پر یہود و ہنود کو ایک قرار دیا گیا اور دوسری طرف مسلم اور مجاہد فی سبیل اللہ کی قدر مشترک کی وجہ سے مجاہدین ہند اور سیدنا عیسیٰ اور ان کے اصحاب کو ایک ثابت کر دیا گیا۔

نبوی اور صحابہ کرام کی مجالس میں ہندوستان کا تذکرہ

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ اپنی مجلسوں میں ہندوستان کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے اور یہ تذکرہ اکثر ہوا کرتا تھا اور ظاہر ہے کہ یہ تذکرہ صرف جہاد اور غزوہ کے ضمن میں ہی ہوتا ہوگا نہ کہ سفر تجارت یا سیروسیاحت کی غرض سے۔

غزوہ ہندوستان کے بارے میں حضورؐ کی نیت و آرزو

نبی کریمؐ اور ان کے صحابہ کرامؓ چونکہ اکثر اوقات غزوہ ہند کا تذکرہ کیا کرتے تھے لہذا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آنحضرتؐ اور آپ کے صحابہ اس غزوہ میں شرکت کے آرزو مند تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں غور و فکر کر کے اس کے لیے کوئی ابتدائی منصوبہ بندی بھی کی ہو اور اپنے صحابہ کو اس کی رغبت بھی دلائی ہو۔

غزوہ ہندوستان نبی ﷺ کا وعدہ ہے

حدیث میں دو الفاظ آئے ہیں (۱) وعدنی مجھ سے وعدہ کیا (۲) وعدنا ہم سے وعدہ کیا اور وعدہ سے مراد کسی عمل خیر کا وعدہ ہے اور وعدے میں نیت اور ارادہ لازماً پائے جاتے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا

ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں غزوہ ہند کی نیت اور قصد موجود تھا اور آپ ہندوستان پر چڑھائی کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپؐ نے اپنا یہ ارادہ کبھی فرد واحد کے سامنے اور کبھی پوری مجلس کے سامنے ظاہر فرمایا تا کہ تمام صحابہ کرام بلکہ قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کے علم میں آجائے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے

ابو عاصم کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں وعدنا اللہ ورسولہ الخ، یہ الفاظ دلیل ہیں کہ یہ صرف حضورؐ کا وعدہ ہی نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے اور اللہ اپنے وعدے کی کبھی خلاف ورزی نہیں کرتا وعد اللہ لایخلف اللہ وعدہ ولكن اکثر الناس لایعلمون

جنگ و جہاد کی ترغیب

ان احادیث مبارکہ میں نبی ﷺ نے مسلمانوں کو جنگ اور جہاد کی رغبت دلائی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: (ترجمہ) اے نبی! ایمان والوں کو جہاد کی ترغیب دو، اگر تم میں سے بیس آدمی ثابت قدم ہوں گے تو وہ دوسو پر غالب آئیں گے اور اگر تم میں سے سو آدمی ہوں گے تو وہ ایک ہزار کافروں پر غالب آئیں گے کیونکہ وہ کفار سمجھ نہیں رکھتے۔ جنگ و جہاد کی یہ ترغیب صحابہ کرام، تابعین اور قیامت تک آنے والے تمام مسلمانوں کے لیے عام ہے۔

سامراجی قوتوں کا علاج

اس میں امت کے لیے یہ رہنمائی بھی ہے کہ دنیا میں کفار و مشرکین کے غلبہ و سامراجی، استعماری طاقتوں اور استبدادی کاروائیوں کا علاج بھی جنگ و جہاد ہی میں مضمر ہے۔ اس کے سوا اس مسئلے کا کوئی حل نہیں ہے، مذاکرات، عالمی اداروں میں مقدمہ بازی اور کسی دوست یا غیر جانبدار ثالث کی کوئی کوشش یا مداخلت ضیاع وقت کے سوا کچھ نہیں۔

غزوہ ہند میں مال خرچ کرنے کی فضیلت

ان احادیث میں غزوہ ہند میں مال خرچ کرنے کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ اگرچہ راہ جہاد میں مال خرچ کرنا اعلیٰ درجے کا اتفاق ہے لیکن غزوہ ہند میں خرچ کرنے کی فضیلت عمومی اتفاق فی سبیل اللہ سے کہیں زیادہ ہے۔ اسی فضیلت کی بنا پر سیدنا ابو ہریرہؓ بار بار یہ خواہش کرتے تھے کہ اگر میں نے وہ غزوہ پایا تو اپنی جان اور اپنا نیا پرانا سب مال اس میں خرچ کر دوں گا۔

غزوہ ہند کے شہداء کی فضیلت

مذکورہ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس غزوہ میں شریک ہونے والے شہداء کی بھی بہت

بڑی فضیلت ہے کیونکہ انکے آنحضرتؐ نے افضل الشہدا اور خیر الشہدا کے الفاظ بیان فرمائے ہیں۔  
مجاہدین ہند کے لیے جہنم سے نجات کی بشارت

ان احادیث میں ان مجاہدین کی جہنم سے آزادی کی بشارت آتی ہے جو اس غزوہ میں شریک ہوں گے اور غازی بن کر لوٹیں گے۔ آپؐ نے دو جماعتوں کا ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ سے محفوظ کر دیا ہے اور پہلی جماعت کے متعلق یہ صراحت فرمائی کہ وہ ہندوستان سے جنگ کرے گی اور حضرت ابو ہریرہؓ کے الفاظ بھی اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اگر میں اس غزوہ میں غازی بن کر لوٹا تو میں ایک آزاد ابو ہریرہ ہوں گا جسے اللہ نے جہنم سے آزاد کر دیا ہوگا۔

آخری جنگ میں فتح کی بشارت

ان میں یہ بشارت بھی موجود ہے کہ آخر زمانے میں جب حضرت مہدی اور سیدنا عیسیٰ ابن مریم بھی دنیا میں موجود ہوں گے، اللہ تعالیٰ مجاہدین ہند کو عظیم الشان فتح عطا فرمائے گا اور وہ کفار کے سرداروں اور بادشاہوں کو گرفتار کر کے قیدی بنائیں گے۔

مال غنیمت کی خوشخبری

اللہ تعالیٰ ان مجاہدین کو بیش بہا مال غنیمت سے بھی نوازے گا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی بشارت

ایک بشارت ان احادیث میں یہ ملتی ہے کہ جو مجاہدین اس مبارک غزوے کے آخری مرحلے میں برسرِ پیکار ہوں گے وہ سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی زیارت باسعادت اور ملاقات بابرکات سے مشرف ہوں گے۔

ہندوستان کے ٹکڑے ہوں گے

آخری اور سب سے بڑی بشارت ان احادیث میں یہ ہے کہ اس غزوہ کے نتیجے میں ہندوستان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہو جائے گا، جن پر ایک متفقہ بادشاہ کے بجائے کئی بادشاہ بیک وقت حکمرانی کر رہے ہوں گے۔

اس کے علاوہ اہل علم نے اور بھی کئی بشارتیں ان احادیث سے مستنبط کی ہیں، البتہ ہم نے ان احادیث کی تخریج اور ان کے دروس و اشارات، اور نبوی ہدایات اجمالاً اہل علم کی خدمت میں پیش کر دی ہیں۔ و فیہ الکفایۃ واللہ اعلم

- (۱) غزوات نبوی کی تعداد مختلف کتب حدیث و سیر میں بیان ہوئی ہے، ہم نے مشہور مالکی فقیہ امام ابن الجزری الغرناطی سے لی ہے، ملاحظہ ہو ان کی کتاب: القوانين الفقهية ۲/ ۲۷۲-۲۷۳
- (۲) ملاحظہ ہو: صحیح بخاری کتاب الجہاد والسير باب قتال الترك: ۲۷۱۱ اور صحیح مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل فیتمنی: ۵۱۸۷
- (۳) یہ حدیث محدثین کے ہاں (حدیث الاعماق) کے نام سے معروف ہے کیونکہ اس میں اعماق اور دابق، موجودہ ملک شام کے شہر حلب کے قریب واقع۔ دو ایسی جگہوں کا تذکرہ آیا ہے جہاں (ملحمة الاعماق) قرب قیامت سے پہلے وقوع پذیر ہوگا جس میں صلیبی عیسائیوں اور مجاہدین اسلام کے درمیان خونریز معرکہ ہوگا، حضرت حذیفہؓ کی ایک حدیث کے مطابق اس معرکہ میں کام آنے والے (افضل ترین شہداء امت محمدیہ) ہوں گے۔ ملاحظہ ہو: السنن الوارد فی الفتن وغوائلها والساعة وشرائطها ۱۰۹۶/۱ لابی عمرو عثمان بن سعید المقرء الدانی (۳۷۱-۵۴۴ھ) تحقیق: رضا اللہ مبارکپوری معجم البلدان للحموی ۲/ ۲۲۲ و سیر اعلام النبلا ۶/ ۳۵۷
- (۴) ملاحظہ ہو: صحیح مسلم کتاب الفتن باب فتح القسطنطينية: ۵۶۵۷
- (۵) ملاحظہ ہو: مسند احمد / مسند بشر بن سحیم الخثعمی: ۱۸۱۸۹، المستدرک علی الصحیحین ۴/ ۶۸۴-حدیث: حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے فضیل بن عیاض کا خواب ذہبی نے سیر اعلام النبلا ۸/ ۵۴۲ میں نقل کیا ہے
- (۶) ملاحظہ ہو: مسند احمد ۲/ ۳۶۹ مسند ابو ہریرہؓ: ۸۴۶۷ البداية والنهاية لابن کثیر الابار عن غزو الهند ۶/ ۲۲۳ بقول ابن کثیر، یہ الفاظ صرف امام احمدؒ نے نقل کیے ہیں
- (۷) ملاحظہ ہو: مسند احمد تحقیق وشرح: احمد شاہ ۱۷/ ۱۷۱ حدیث: ۸۸۰۹
- (۸) ملاحظہ ہو: السنن المجتبی ۲/ ۴۲۶ کتاب الجہاد باب غزوة الهند: ۳۱۷۳، السنن الکبری للنسائی ۳/ ۲۸ باب غزوة الهند: ۴۳۸۲-۴۳۸۳
- (۹) ملاحظہ ہو: السنن الکبری للبیہقی ۹/ ۱۷۶، کتاب السير باب ما جا فی قتال الهند: ۱۸۵۹۹
- (۱۰) ملاحظہ ہو: دلائل النبوة و معرفة أحوال صاحب الشريعة باب قول الله : وعد الله الذين آمنوا و عملوا الصالحات منكم لیستخلفنهم ۶/ ۳۳۶
- (۱۱) ملاحظہ ہو: الخصائص الکبری للسيوطی ۲/ ۱۹۰
- (۱۲) ملاحظہ ہو: مسند احمد تحقیق و شرح احمد شاہ ۱۲/ ۹۷ حدیث نمبر: ۷۱۲۸
- (۱۳) ملاحظہ ہو: مسند احمد ۲/ ۲۲۹، مسند ابو ہریرہؓ حدیث: ۶۸۳۱، البداية والنهاية الاخبار عن غزو الهند ۶/ ۲۲۳
- (۱۴) ملاحظہ ہو: حلیۃ الاولیاء ۸/ ۳۱۶-۳۱۷
- (۱۵) ملاحظہ ہو: المستدرک علی الصحیحین کتاب معرفة الصحابة ذکر ابی ہریرہؓ الدوسی ۳/ ۵۱۴ حدیث: ۶۱۷۷
- (۱۶) ملاحظہ ہو: السنن لسعید بن منصور ۲/ ۱۷۸، حدیث نمبر: ۲۳۷۴
- (۱۷) ملاحظہ ہو: تاریخ بغداد ۱۰/ ۱۳۵، تذکرہ البوکری بن رزق بن نمیر: ۵۲۹۱
- (۱۸) ملاحظہ ہو: الفتن غزوة الهند ۱/ ۴۰۹ حدیث: ۱۲۳۷



- (۱۹) ملاحظہ ہو: الجہاد فضل غزوة البحر ۶۶۸/۲ حدیث: ۲۹۱
- (۲۰) ملاحظہ ہو: العلل ۳۳۴/۱ ترجمہ: ۹۹۳
- (۲۱) ملاحظہ ہو: التاريخ الكبير ۲۴۳/۲ تذکرہ جبر بن عبیدہ نمبر: ۲۳۳۳
- (۲۲) ملاحظہ ہو: تهذيب الكمال ۴۹۴/۴ ، تذکرہ جبر بن عبیدہ: ۸۹۳
- (۲۳) ملاحظہ ہو: تهذيب التهذيب ۵۲/۲ تذکرہ جبر بن عبیدہ الشاعر: ۹۰۔ ابن حجر کہتے ہیں: میں نے امام ذہبی کے ہاتھ کی تحریر دیکھی، لکھا تھا: پتہ نہیں یہ کون ہے؟ اس کی روایت کردہ خبر منکر ہے۔ ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔
- (۲۴) ملاحظہ ہو: مسند احمد ۲۷۸/۵ حدیث ثوبان: ۲۱۳۶۲
- (۲۵) دیکھیے: السنن المجتبى للنسائي ۴۳/۶ کتاب الجہاد باب غزوة الهند: ۳۱۷۵ نیز ملاحظہ ہو: صحیح سنن النسائي ۶۶۸/۳ حدیث: ۲۵۷۵
- (۲۶) ملاحظہ ہو: السنن الكبرى للنسائي ۲۸/۳ ، باب غزوة الهند: ۴۳۸۴
- (۲۷) ملاحظہ ہو: الجہاد ۶۶۵/۲ فضل غزوة البحر حدیث: ۲۲۸ محقق کتاب نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے
- (۲۸) ملاحظہ ہو: الكامل فی ضعفا الرجال ۱۶۱/۲ تذکرہ جراح بن ملیح البهرانی: ۳۵۱
- (۲۹) ملاحظہ ہو: المعجم الاوسط ۲۴۰۲۳/۷ حدیث: ۶۷۴۱ امام طبرانی کہتے ہیں: اس حدیث کو حضرت ثوبانؓ سے اسی سند کے ساتھ روایت کیا گیا ہے، اس کے ایک راوی الزبیدی اس کی روایت میں اکیلے ہیں۔
- (۳۰) ملاحظہ ہو: السنن الكبرى للبيهقي ۷۶/۹ کتاب السير باب ما جافى قتال الهند: ۱۸۶۰۰
- (۳۱) ملاحظہ ہو: البداية والنهاية الاخبار عن غزوة الهند: ۲۲۳/۶
- (۳۲) ملاحظہ ہو: الفردوس بمأثور الخطاب ۴۸/۳ حدیث: ۴۱۲۴
- (۳۳) ملاحظہ ہو: الجامع الكبير مع شرحه فيض القدير ۳۱۷/۴ امام مئاوی نے ذہبی کی الضعفا کے حوالہ سے امام دارقطنی کا یہ قول نقل کیا ہے: الجراح راوی حدیث کچھ بھی نہیں ہے
- (۳۴) ملاحظہ ہو: التاريخ الكبير ۷۲/۶ تذکرہ عبد الاعلی بن عدی البهرانی الحمصی: ۱۷۴۷
- (۳۵) ملاحظہ ہو: تهذيب الكمال ۱۵۱/۳۳ تذکرہ ابوبکر بن الولید بن عامر الزبیدی الشامي: ۷۲۶۱
- (۳۶) ملاحظہ ہو: تاريخ دمشق ۲۴۸/۵۲
- (۳۷) ملاحظہ ہو: الفتن غزوة الهند ۴۰۹/۱۔ ۴۱۰ حدیث: ۱۲۳۶-۱۲۳۸
- (۳۸) ملاحظہ ہو: مسند اسحاق بن راهويه قسم اول۔ سوم ج ۴۶۲/۱ حدیث: ۵۳۷
- (۳۹) ملاحظہ ہو: الفتن غزوة الهند ۴۰۹/۱ حدیث: ۱۲۳۵
- (۴۰) ملاحظہ ہو: الفتن ۳۹۹/۱ ، ۴۱۰ حدیث: ۱۲۳۹۰۱۲۰۱

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی \*

## مسلم معاشرہ اور مغربی فکر و ثقافت

مسلمانوں کے لیے علوم انسانی کے میدان میں مناسب یہ ہے کہ اولاً اس سرمایہ پر توجہ مبذول کریں جو رسول ۷ کی سیرت اور ان کی تعلیمات، صحابہ کرام، تابعین عظام نیز اس راہ پر چلنے والے ادباء، علماء، محققین اور مفکرین اور اصحاب سیاست و سماجیات سے حاصل ہوا ہے، پھر یورپ کے قدیم و جدید علوم میں سے تقاضائے زندگی کے مطابق کچھ چیزیں لیں جو ان کی طبیعت سے ہم آہنگ اور ان کے لیے مفید ہوں، یہی طریقہ مسلمانوں کے عظیم الشان تاریخی مقام و مرتبہ اور انسانی شرف و کرامت کے شایان ہیں، لیکن ان آخری صدیوں میں مشرقی اقوام اور مسلم امت سخت پسماندگی کے دور سے گزری، وہ وسائل زندگی سے محروم تھی اور کمزوری و ذلت کا شکار، جب کہ یورپین اقوام فاتحانہ شان و عظمت کے ساتھ آگے بڑھیں، اپنے استعماری مقاصد کے لیے ملکوں کو فتح کیا، وہاں کے خزانوں پر قبضہ کیا اور دوسری اقوام کو اپنی تقلید کے آستانہ پر جھکا دیا، ان سب حالات نے مسلم اقوام کو مرعوب کر دیا، وہ سمجھنے لگیں کہ یقیناً یورپ ہی کی کاوشوں کے نتیجے میں زندگی کے علوم و معارف وجود میں آئے ہیں اور ان ہی سے دوری نے مشرقی اقوام کو پسماندگی، سستی اور کابلی کا شکار بنایا ہے، اقوام مسلم نے ساتھ ہی یہ بھی گمان کر لیا کہ یورپ اس بات کا مستحق ہے کہ زندگی کے ہر میدان میں اس کی اتباع کی جائے، ہر صنفِ علم میں اس کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا جائے، اور یورپ کی علمی ترقیات، لادینی نظام اور اباحت پسندانہ کردار سب میں اس کی تقلید کی جائے، یہ سوچ کر بعض مشرقی اقوام نے زندگی کے گوشوں اور اس کی تمام شکلوں میں یورپ کی اتباع کی، اور یورپ ہی کی مقلد چینی اور جاپانی قوم کو بھی معیار سمجھا، چین و جاپان کے پاس خود نظام زندگی نہیں تھا، اس تقلید ہی کو انہوں نے اپنے لیے معیار بنایا۔

لیکن امت مسلمہ کا معاملہ دوسرا تھا، وہ اسلام کا دائمی آسمانی دستور حیات رکھتے تھے، ان کے لیے اس بات کا جواز نہیں تھا کہ ادنیٰ پر فریقہ ہو کر وہ اعلیٰ کو چھوڑ دیں:

أَتَسْتَبِدُّ لَوْنِ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ (البقرة: ۱۶)

”بھلا عمدہ چیزیں چھوڑ کر ان کے عوض ناقص چیزیں کیوں چاہتے ہو؟“

اپنی اقدار اور تعلیمات سے منہ پھیریں، البتہ دنیاوی امور میں رسول کریم ﷺ نے یہ اجازت دے رکھی تھی کہ ”إِنَّهُ مِنْ أَمْرِ دُنْيَا كَمْ“، یعنی تمہارے دنیاوی تجربے اور انکشافات جن کا اخلاقی ثقافتی اور دینی میدانوں سے تعلق نہیں ہے، ان سے تم فائدہ اٹھا سکتے ہو، اس لیے مسلمانوں پر یہ لازم تھا کہ وہ یورپ کی تقلید ان انسانی علوم میں کرنے سے پوری طرح گریز کریں جو انہیں نقصان پہنچانے والے اور ان کے اخلاق کو بگاڑنے والے ہوں، اسلام کا نظام اخلاق اور دستور زندگی اسلام کی بلند آسمانی تعلیمات پر مبنی ہیں، بے راہ انسانی افکار پر نہیں، اسلام کی نظر میں انسان خدا کا بندہ ہے، اس کی تخلیق بے مقصد نہیں ہوئی ہے، اس پر زندگی کے کچھ اصول و ضوابط عائد کیے گئے ہیں، جو اس کی پوری زندگی پر محیط ہیں، چونکہ اللہ ہی انسان کا خالق ہے، اس لیے وہ انسان کی ضروریات، اس کے تقاضوں اور اس کے طبعی میلانات کو اچھی طرح جانتا ہے، اگر خدا انسان کے لیے کوئی نظام زندگی تجویز کرتا ہے تو بلا خوف تردید یہ بات کہی جائے گی کہ وہی نظام اس کی طبیعت و فطرت سے ہم آہنگ، اس کے تقاضوں کا پورا کرنے والا اور اس کی ضروریات کا کفیل ہو سکتا ہے، لہذا ایک فرد مسلم کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے مفر نہیں، اسے بہر حال آستانہ اطاعت پر سرخم کرنا ہے، لیکن اگر وہ یورپ کی تقلید کا دامن پکڑتا ہے تو اسے راہ زندگی میں ایسی گھاٹیاں پیش آئیں گی جو آسمانی نظام زندگی کی اتباع سے روک دیں گی، اب دو ہی صورتیں ہیں، یا تو ملحدانہ لادینی نظام زندگی کی بالکل اندھی اتباع کی جائے، اور موجودہ تہذیب کا حاشیہ بردار بن کر وقت گزارا جائے یا اپنے لیے اس راہ کا انتخاب کیا جائے جسے قرآن و حدیث کی تعلیمات نے ہموار کیا ہے اور ایک قائد و رہنما بن کر زندگی بسر کی جائے۔

لیکن قابل افسوس امر یہ تھا کہ مسلم انسان جو مسندِ قیادت پر ایک عرصہ رہ کر سو گیا تھا پھر صدیوں کی گہری نیند کے بعد ایسے وقت میں بیدار ہوا اس کی بیداری کے وقت یورپ ترقی و عمل کی راہوں پر بہت آگے بڑھ گیا تھا، چنانچہ وہ جدید یورپ کی تہذیب کی چمک دمک، کائنات کے علوم میں اس کی حیرت انگیز ترقی، اور انسانی علوم سے حد درجہ اشتغال کو دیکھ کر دہشت زدہ ہو گیا، اس نے دیکھا کہ یورپ نے قوت کے سرچشموں اور مادی خزانوں کو فتح کر لیا ہے، مشینی علوم میں نئی نئی پیش رفت کی، اس کی سیاسی سطوت کا آفتاب نصف النہار پر ہے اور اس کے نظریہ و فکر کی دھوم مچی ہے، یہ دیکھ کر وہ احساس کہتری کا شکار ہو گیا، اور اسی میں اپنی عافیت تصور کرنے لگا کہ اس کی تقلید کا جو اپنی گردن میں ڈال لے،

تعلیم و تربیت میں جوں کا توں اس کا نظام اپنا لے اس نے اس کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی کہ کون سی چیزیں ہمارے موافق اور ہمارے دین و مذہب سے میل کھاتی ہیں اور کون نہیں، اس نے تقلید کی رسی بالکل ڈھیلی چھوڑ دی، یورپ کا مکمل نظام تعلیم، نظام تربیت اور اس کے انسانی علوم کو جوں کا توں اپنی درس گاہوں میں اختیار کر لیا، اگر ان کے طے کردہ افکار کے بدلے کوئی دوسرے افکار تیار بھی کیے گئے تو اسی کے نہج پر۔

آج بھی عالم اسلامی کی درس گاہیں یورپین افکار و تصورات، یورپین علماء کے انکشافات اور ان کی تحقیقات کی خوشہ چیں ہیں، ان درس گاہوں کے ارباب و منتظمین کو ان یورپین علوم کی پاکیزگی پر یقین ہے اور انہیں اس بات کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی کہ اپنی نسلوں کو یورپین تہذیب و ثقافت کے سانچہ میں ڈھلنے سے بچائیں، جس سانچہ کو مغرب کے ان مفکرین و فلاسفہ نے تیار کیا تھا جن کے خیر میں صالح انسانی اخلاق کا عنصر شامل نہ تھا۔

اگر ہم اسلامی مشرقی اقصیٰ سے اسلامی اقصیٰ تک کا ایک جائزہ لیں تو یہ افسوسناک امر سامنے آئے گا کہ وہاں کی درس گاہوں، تربیت کے مراکز اور نظام و نصاب تعلیم سب کے سب یورپین نظام کے مطابق اصل نسخہ ہیں جس میں یورپ کی وہ تمام خرابیاں اور اس کی وہ تمام خصوصیتیں موجود ہیں جو مشرق اور اسلام دونوں کے معارض ہیں۔

علم معاشیات و سیاست، علم تاریخ و جغرافیہ، فن ادب و نقد، علم النفس اور علم تربیت، علم ثقافت و تمدن وغیرہ میں ہم دیکھتے ہیں یورپ کی جاہلی عقلیت اور اسلوب زندگی کا بڑا گہرا اثران پر پڑا ہے، جاہلیت یہاں بھی ہے اور جاہلیت قبل از اسلام کفر کے ماحول میں بھی تھی، فرق اس قدر ہے کہ یورپ کی جاہلیت تعلیم یافتہ ہے، اور قبل اسلام جاہلیت ان پڑھ جاہلیت تھی۔ ہماری رائے کی صداقت کے لیے ان یونیورسٹیوں اور درس گاہوں میں علوم و معارف انسانی کا نصاب دیکھنا کافی ہوگا۔

علم معاشیات پر سب سے زیادہ بلکہ بری طرح یہودی سودی فکر، یا لٹھرانہ مارکسی فکر کا اثر آیا۔ غیر سودی اداروں کا قیام چند سالوں پہلے ایک جھوٹا خواب تصور کیا جاتا تھا، بلکہ اسے درویشوں اور پسماندوں کا تصور خیال کیا جاتا تھا، لیکن آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ حق ظاہر ہوا اور باطل مغلوب، غیر سودی بینک اس وقت ایک واقعہ بن کر سامنے آچکے ہیں، جن سے انکار ممکن نہیں، دنیا کے مختلف خطوں میں کچھ لوگ اس کا کامیاب تجربہ کر رہے ہیں ”کارل مارکس“ کا نظریہ تھا کہ مذہب قوموں کے لیے افیون ہے

اور ضروریات زندگی کی تکمیل کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے، لیکن آج غیر سودی اداروں کی کامیابی نے اس نظریہ کو غلط ثابت کر دیا ہے۔

جمہوریت کو لیجیے، یورپ نے ”روسو“ کے نظریات قبول کیے، معاشیات کو لیجیے یورپ نے ”مارکس“ کا نظریہ اپنایا، سیاست کو لیجیے یورپ نے ”میکافیلی“ کا نظریہ اپنایا، مغربی اہل قلم اور مصنفین سے استفادہ کرنے والوں نے ان نظریات کا بڑا اثر قبول کیا، کیونکہ ان کی پوری تشریحات اپنے پڑھنے والوں کے دلوں میں زبردست اثر ڈالتی تھیں، کچھ ہی عرصہ میں ایسا محسوس ہونے لگا کہ اسلام کے پاکیزہ نظام پر عمل کرنا ہی اب ممکن نہ رہا، اور ترقی کے زینے طے کرنے کے لیے تنہا مغرب سے استفادہ ضروری ہو گیا، ہمارے نوجوان اور طلبہ اپنی درس گاہوں میں اور اپنے اساتذہ سے اسی قسم کی تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے اس بات کی ممانعت فرمائی تھی کہ کسی طالب علم کو منصب و عہدہ سپرد کیا جائے، اس طرح آپ نے جاہ و دولت کے لالچوں کے لیے دروازہ ہی بند کر رکھا تھا، لیکن مغرب کا نظریہ منصب کے حصول کے لیے یہ تعلیم دیتا ہے کہ نہ صرف اس کا مطالبہ کرے بلکہ اس کو حاصل کرنے کے لیے کوشش کے سارے جتن کر ڈالے، امیدوار تمام ذرائع کو اختیار کرتا ہے، پروپیگنڈہ اور جھوٹ کا بازار گرم کر دیتا ہے تاکہ ہر صورت میں وہی کرسیِ صدارت پر فائز ہو سکے، اور اگر قسمت نے یاوری کی، اور کرسی تک پہنچ گیا، تو پھر اس کی تمام تر کوششوں کا محور یہ ہوتا ہے کہ کن کن طریقوں سے دولت و مناصب کے انبار وہ اکٹھے کر لے، اس کے لیے ظلم، زبردستی، دھوکا و چال بازی کے تمام طریقوں کو اختیار کرنا چاہتا ہے، افسوس ناک بات یہ ہے کہ آج لوگوں کا دماغ ان چیزوں کا ایسا عادی ہو چکا ہے کہ اسے کسی بدل کی امید ہی نہیں رہ گئی ہے، یورپ کے پروپیگنڈہ نے اسلام کے نظریہ کو ایسا مشکوک بنا کر پیش کیا ہے جس پر عمل کرنا گویا ترقی یافتہ زندگی میں ممکن ہی نہیں رہ گیا ہے۔

تاریخ کے موضوع کو لیجیے تو اس موضوع کا سب سے اہم حصہ یورپ کی تاریخ ہے، اسی کو زیادہ جاننا اور اس سے فیض اٹھانا ہے، تعلیم گاہوں کے ہر فرد پر گویا یہ لازم ہو جاتا ہے کہ یورپ کی پوری تاریخ تمام جزوی تفصیلات کے ساتھ پڑھے، اب اگر وہ اپنی امت اور اپنے ملک کی تاریخ سے نا آشنا ہے تو کوئی عیب کی بات نہیں، رہی اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ، تو اس کا نمبر سب سے بعد میں آتا ہے۔

یہی حال جغرافیہ کا ہے، مسلم طالب علم اپنی جامعات میں یورپ اور امریکہ کا جغرافیہ پڑھتا ہے

یا ان ممالک کا جغرافیہ جو سیاسی یا اقتصادی اعتبار سے کوئی افادیت نہیں رکھتا ہے، رہے اخلاقی اور دینی پہلو، اسی طرح انسانی آداب و امتیازی صفات مغربی نصابِ تعلیم کے تیار کرنے والوں اور تعلیمی نظام وضع کرنے والوں کی نظروں سے اوجھل ہی رہتے ہیں۔

آج سے ایک صدی قبل جزیرۃ العرب کے جغرافیہ کی کوئی اہمیت نہ تھی، مواد تلاش کیا جاتا تو جس قدر مواد دوسرے جغرافیوں کا ملتا جزیرۃ العرب پر نہ ملتا، لیکن جب خدا نے جزیرۃ العرب میں سیال سونے بہا دیئے تو اب اس کا جغرافیہ بھی تیار کیا جانے لگا۔

ادب و تنقید کے موضوع پر تو کچھ کہنے ہی نہیں، ان موضوعات پر کتابیں اٹھائیے، سب کچھ ملے گا، اگر نہ ملے گا تو اسلام، کیونکہ ان پر ان لوگوں کا تسلط رہا جو اخلاق و مذہب سے بے گانہ تھے، بلکہ وہ تھے جنہیں فرائیڈ، سارٹر کے افکار و نظریات پر ناز تھا۔

علم النفس اور علم تربیت تو فرائیڈ اور ڈارون کے نظریات میں رنگے ہوئے ہیں، یہی حال ثقافت و تمدن کا ہے۔

یورپ کی تعلیم گاہوں اور مراکز تعلیم کا جب یہ حال ہے تو وہاں چھڑنے والی سیاسی و سماجی معرکہ آرائیاں دین و حکومت کی آویزش اور اخلاقی انارکی کا انجام معلوم تھا، لیکن مشرق جو فضائل زندگی کی دولت سے فیضیاب تھا اسے یورپ کی اندھا دھند تعلیم کی ضرورت نہ تھی، اسلام نے اس کے ہر شعبہ زندگی کے لیے تعلیمات اور ضوابط عطا کر رکھے تھے، ایسی بنیادیں اس کو فراہم کر دی گئی تھیں جن پر انسانی زندگی کی عظیم الشان عمارتیں تعمیر کی جاسکتی ہیں۔

لیکن یہ نظریات جو مغرب سے بہہ کر مشرق میں آتے رہے ہیں اور انسانی علوم کی شک ہمارے ادارے اور تعلیم گاہیں بڑے فخر و اعزاز کے ساتھ انہیں قبول کر لیتی ہیں اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سنگریزوں اور ریت کو ملا کر کوئی دیوار اٹھا رہا ہو، ظاہر ہے یہ دیوار کب تک کھڑی رہ سکتی ہے۔ سب سے بڑی ذمہ داری اس سلسلہ میں ہماری تعلیم گاہوں کی ہے جنہوں نے اب تک اس حقیقت کو نہیں اپنایا کہ انہیں اپنے نصاب اور نظام تعلیم میں تبدیلی کی ضرورت ہے، فاسد اور انسانی حسن و کمال سے خالی نصاب کو چھوڑ کر ٹھوس اور صالح نصاب تیار کرنے کی ضرورت ہے۔



مولانا حفیظہ غلام محمد دستاوی \*

## تعلیم و تربیت کے مغربی فلسفوں کا جائزہ

### تعلیم و تربیت کے فلسفی مبانی کی وضاحت

تعلیم و تربیت کا موضوع چوں کہ ”انسان“ ہے، اس لیے ہر نظریاتی مکتب انسانی تربیت کے ضمن میں انسان کی ماہیت، اس کی خلقت، کائنات میں اس کے مقام، حیات کے آغاز، ہدف اور حیات کے اختتام سے متعلق دوسرے مکاتب کی نسبت مکمل اور بہتر جواب دینے کی تگ و دو میں رہتے ہیں۔ انسان جب اپنے اطراف میں نگاہ دوڑاتا ہے تو کئی بنیادی سوالات جنم لیتے ہیں، جیسے ارد گرد نظر آنے والے موجودات، آیا بہت سے وجودات ہیں یا ایک وجود؟ اگر وجودات کی کثرت ہے، تو کیا ان کا آپس میں کوئی رابطہ ہے یا نہیں؟ اگر رابطہ ہے تو کیا یہ ایک نقطہ پر ختم ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ایک نقطہ پر ختم ہوتا ہے تو کیا وہ نقطہ مادی ہے یا غیر مادی؟

ہر مکتب کا تصور کائنات (جہاں بنی) ان سوالات پر استوار ہوتا ہے اور جو علم ان سوالات کے جواب فراہم کرتا ہے اسے فلسفہ کہتے ہیں۔ تصور حیات یا نظام زندگی (ایڈیولوجی) اسی تصور کائنات کی بنیاد پر تشکیل پاتا ہے اور انسانی عملی زندگی کی اساس مہیا کرتا ہے۔

تعلیم و تربیت کے فلسفی مبانی (بنیادوں) کی بحث تعلیم و تربیت کے کلیات پر مبنی (فلسفہ تعلیم و تربیت کی) بنیادی نظریاتی مباحث کی اہم ترین بحث ہے، جیسا کہ مبانی کی تعریف میں ذکر ہوا ہے کہ مبانی انسان کی موقعیت اور خصوصیات کو اس کی زندگی اور روزمرہ رویے کے لیے واضح کرتے ہیں۔ لہذا تعلیم و تربیت کے فلسفی مبانی (بنیادوں) تعلیم و تربیت کے موضوع یعنی ”انسان“ کی خلقت اور ہستی میں مقام اور روابط کی حقیقی تعریف و تفصیل کی تشریح کرتے ہیں، اس سے بڑھ کر تربیت کے عمومی اہداف، اصول اور طریق کار جو کہ تربیت لوازمات کا ایک سلسلہ ہیں وہ بھی ہر مکتب کے فلسفی مبانی (بنیادوں) سے ہی متاثر اور واضح ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا وضاحت کی روشنی میں تعلیم و تربیت کے فلسفی مہانی کی بحث میں درج ذیل چار پہلوؤں کو مد نظر رکھتے ہوئے موازنہ کریں گے۔

(۱) تعلیم و تربیت کے تصور علمیات (علم العلم) سے متعلق (Epistemological) مہانی

(۲) تعلیم و تربیت کے تصور کائنات سے متعلق (Ontological) مہانی

(۳) تعلیم و تربیت کے نظام اقدار سے متعلق (Axiological) مہانی

(۴) تعلیم و تربیت کے تصور انسان سے متعلق (Anthropological) مہانی

انسان سے مربوط کئی دوسرے عوامل نفسیات، معاشرت، شہریت، ثقافت وغیرہ بھی تعلیم و تربیت پر اثر انداز ہوتے ہیں، لیکن یہ سب اوپر ذکر کیے گئے چار نسبتاً کلی اور بنیادی امور کی بہ نسبت جزئی اور فرعی شمار ہوتے ہیں، اس لیے اپنی بحث میں تعلیم و تربیت کے فلسفی مہانی میں انہی چار نسبتاً کلی اور بنیادی امور کے بارے میں مغربی اور اسلامی طرز فکر و نظر کا مختصر تقابلی جائزہ پیش کریں گے اور آخر میں نتیجہ نکالیں گے۔

مغربی تعلیم و تربیت کے فلسفی مہانی

ہر فکری اور نظری مکتب انسانی، ماہیت اور شخصیت، آغازِ خلقت، اختتام اور دنیاوی زندگی کے بارے میں اٹھنے والے سوالات کے جواب میں یہی کوشش کرتا ہے کہ دیگر مکاتب سے بہتر اور مکمل تر جواب پیش کرے، جب کہ یہ بھی حقیقت سے متعلق درست ہو سکتا ہے، چوں کہ کسی بھی موجود کی معروضی حقیقت ایک سے زیادہ نہیں ہو سکتی، مغربی مکاتب فکر کی اکثریت انسان کی پیدائش، ذات اور تعریف اور اس طرح اس کے تعلیم و تربیت سے متعلق تصورات اور نظریات روحانی اور ماوراء طبیعت سے قطع نظر صرف مادہ پرستانہ تفسیر پر منحصر ہیں، اسی لیے مغربی تربیتی فلسفے جو تعلیم و تربیت کے موضوع پر خدا اور دین کے بارے میں اگر کسی بھی قسم کے منفی یا مثبت عقیدے کا اظہار نہ بھی کر رہے ہوں، تو بھی عملاً عمدی یا غیر عمدی طور پر، دین کا انکار اور سیکولر نظریات کی ترویج کرتے نظر آتے ہیں اور ان کے تربیتی اہداف و انسانی کمال صرف اسی مادی دنیا تک محدود ہیں۔

نئی دین کے علاوہ کئی مغربی مکاتب نے انسانی قدر و منزلت کو اسی عالم میں حد سے بڑھا کر پیش کیا تو کسی نے اس کی انتہائی پست حیثیت پیش کی۔ وہ مکاتب جنہوں نے انسان کی افراطی شناخت کروائی، ان میں مکتب اصالت ہستی (Existentialism) جسکے بانی ”کیئر گارڈ“ (Kier Kegaard) اور ”نٹشے“ (Neitzsche) مانے جاتے ہیں اور مکتب انسان پرستی (Humanism) جس نے انسان کو اس عالم کا محور اور خدا قرار دیا، جب کہ جن مکاتب نے انسانی منزلت کو اپنے مقام سے گھٹایا، تو انہوں نے یا تو انسان

کوشین میں لگے پرزے کی مانند شمار کیا، جو نہ کسی ارادے اور نہ ہی اختیار کا حامل ہے یا انسان کی خواہشات، ضروریات اور شوق و رغبت اور احساسات کو دیگر حیوانات کی مانند فرض کیا۔ جن میں ”فروید“ کا مکتب نفسی تحلیل (Psycho-Analysis) ”جری بنام“ کا مکتب افادیت (Utilitarianism) ”اپیکور“ (Epicureanism) وغیرہ شامل ہیں۔ ان تمام مکاتب نے انسانی نظریات، وقت اور سرمایے کو کسی ایک خاص جزئی انسانی پہلو کی طرف متوجہ رکھا اور اس کے برتر اور بلند مرتبہ پہلوؤں سے غفلت برتتے رہے۔

مغربی تعلیم و تربیت کے فلسفی مبانی کے جائزے میں صرف عصر حاضر کے اہم ترین اور رائج نظریہ انسان پرستی (Humanism) پر توجہ مرکوز رکھیں گے، جو تقریباً سولہویں صدی سے بقیہ تمام اخلاقی، ہنری، ادبی، سیاسی، تربیتی اور عقیدتی تصورات پر خدا محوری کی بجائے انسان محوری کے عنوان سے حاوی چلا آرہا ہے اور سیکولرزم کے ساتھ مل کر یہ دونوں نظریے مغربی لیبرل ڈیموکریٹک سرمایہ دارانہ نظام کے دو پروں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیبرل ڈیموکریٹک مکتب فکر کے ایک مفکر ”فرانس فو کو یاما“ کے بقول: نظریاتی لحاظ سے مغرب جہاں پہنچ چکا ہے، وہاں فکری ارتقا کے حوالے سے انسانی تاریخ اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔

### مغربی تعلیم و تربیت کے تصور علمیات سے متعلق مبانی

تصور علمیات فکری اور نظری عملیات کا وہ علم ہے، جو موضوع انسانی اور اس کے تصوراتی نظام اور معروضی حقائق کی تسلی بخش آگاہی اور شناخت اہم ترین رکن ہیں۔ اس لیے علوم و معرفت کے حصول کے امکان، وسائل، منابع اور موضوعات کے مجموعے کو تعلیم و تربیت کے علماتی یا معرفت شناسانہ (Epistemological) مبانی کے عنوان کے تحت مو و مطالعہ قرار دیا گیا ہے۔

یہاں اہم ترین سوال یہ ہے کہ کیا معروضی حقائق تک اپنے نفس، انا اور تعصب کے دخل اندازی کے بغیر، واقعی اور معروضی حقائق تک انسان کی رسائی ممکن ہے، تاکہ تعلیم و تربیت کے ذریعے حقائق اشیا کی دریافت اور قوانین قدرت تک رہنمائی اور صداقتوں تک رسائی حاصل کرنے کی راہ بھی ہموار ہو سکے۔

اپسٹی مالوجی یونانی ”ایپس ٹے“ بمعنی علم ”لوگس بمعنی بحث“ سے مشتق ہے۔ اس مرکب لفظ کا صحیح ترجمہ بحث علم یا علمیات سے موسوم ہے۔ علمیات و تدقیق کی ابتدا اُن شکوک اور ادھام سے ہوئی جو ہمارے طریق علم اور علمی نتائج کے معتبر اور صحیح ہونے پر کیے گئے تھے۔

تاریخی طور سے مغرب کی علمی میراث قدیم یونانی فلسفے کی مرہون منت ہے اور جہاں تک تاریخ کے باقاعدہ آثار موجود ہیں، (تقریباً ۴۰۰ سال قبل عیسوی) مغربی فکر الوہی عقل سے دوری کی بنا پر ابتدا ہی سے ”آرٹھ“ (یعنی کائنات کے مادۃ المودیا عنصر اولیہ) پر اختلاف کی وجہ سے سوفسطائیوں کی شکیت

(ارتباطیت Scepticism اور استرائی و تجربیت کے بھنور میں غرق معروضی حقائق اور واقعیت کی شناخت سے کوسوں دور دکھائی دیتی ہے، جس سے آج تک وہ چمٹکارہ نہیں پاسکی۔

عہدہ وسطیٰ کی آخری صدی میں پورے یورپ میں کافی ساری تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ دوسری طرف خدا اور وحی الہی سے جدائی نے مغربی فکر و نظر کے سامنے آہستہ آہستہ مشکلات کا ایک ڈھیر لگا دیا۔ اس اکھاڑ پچھاڑ میں، جس میں لوگوں کی فکری اور فلسفی بنیادی ڈھیر ہوئیں اور عقائد اور ایمان کی تبدیلی رونما ہوئی متفکرین اور محققین کے ذہنوں میں اس شبہ نے جنم لیا کہ کیسے اطمینان اور یقین حاصل ہو کہ ہمارے حالیہ عقائد اور تصورات بھی غلط نہیں ہیں؟ اور ایک دن وہ بھی باطل ثابت نہ ہوں گے؟ اور کیسے پتا چلے کہ جدید علمی دریافتیں بھی ”بطلموسی“ نظام کی طرح ایک دن اُسی بطلان کا شکار نہیں ہوں گی؟ یہاں تک کہ موتی جیسے بڑے مفکر نے تو علم و دانش کی قدر کا سرے سے انکار کرتے ہوئے واضح لکھا کہ کس طرح یقین پیدا کریں کہ ایک دن ”کو پر نیک“ کے نظریات بھی باطل نہ ہوں گے؟ اس نے ایک ایک بار پھر قبل از مسیح کے سوفسطائیوں اور شکاکوں کے شبہات کو نئے پیرائے میں بیان کرتے ہوئے ارتباطیت (Scepticism) کا بھرپور دفاع شروع کر دیا اور ساتھ ہی اسی زمانے میں فرانس بیکن نے اُسی شکا کا نہ ذہنیت کو دور کرنے کیلئے تجربیت (Empiricism) کی بنیاد رکھی اور انسان میں ہر قسم کے فطری علم کی موجودگی کا انکار کیا، یوں سولہویں صدی کے شروع میں مغرب میں شکیت (ارتباطیت) اور تجربہ پسندی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

”میں شک کر رہا ہوں لہذا میں ہوں“ یہ جملہ تھا معروف فرانسیسی فلاسفر ڈکارٹ کا، جس نے اس متزلزل فکری دور میں فلسفی مسائل کے حل کیلئے سر توڑ کوششیں کی، لیکن ڈکارٹ کی طبیعت سے میکینکل فلسفی تفسیر (Mechanical Philosophy) اور فطرتی معرفت کے تصور اور ساتھ ہی اس زمانے کے حالات، جن کے تحت عمومی طور پر علمی حلقے فلسفیانہ مسائل اور ماوراء طبیعت سے بے توجہ، صرف حسی اور تجربی علوم میں ذوق و شوق کا اظہار کر رہے تھے، یورپ میں کسی باقاعدہ تسلی بخش فلسفی مکتب کو وجود میں نہ آنے دیا۔ آہستہ آہستہ اُس حسی اور تجربی علوم کے شوق نے افراطی شکل (Scientism) اختیار کر لی اور معروضی حقائق کی معرفت کا معیار مادی وحسی تجربہ قرار پایا۔

فکر و نظر کے اس بنتے بگڑتے دور کو جب کو پر نیک اور کیپلر کے نظریات نیوٹن کے جدید نظریات نے توڑے، تو ماوراء طبیعت اور روحانی اساس سے جدا تجربی علوم میں منہک مفکرین کے لیے ایک اور زبردست دھچکا تھا۔ اس کے نتیجے میں مغربی معاشرے میں شکیت کی تیسری لہر سترہویں صدی کے اواخر سے اٹھارہویں صدی تک حس اور تجربہ پرستانہ تصور کے حامل تین انگریز فلاسفروں بالترتیب

جان لاک، بارکلی، ڈیوڈ ہیوم کے ذریعے ایک مرتبہ پھر اٹھی، ماوراء طبیعت پر شکوک اور شبہات میں رہتی کسر ہیوم کے بعد جرمنی فلاسفر ایمان نوئل کانٹ نے اپنے عینیت (Subjectivism) کے نظریے سے پوری کر ڈالی۔ کانٹ کے نظریے کے مطابق علم محض داخلی چیز ہے اور حقیقت کا کوئی ظاہری معیار نہیں ہے۔ اس کے بقول جو چیز ذہن پر عکس باندھتی ہے (Phenomenon) اور جو چیز معروضی طور پر موجود ہے (Noumenon) ایک سی نہیں ہیں۔ اشیا جس طرح موجود ہیں (Objective) قابل شناخت نہیں، کانٹ نے کسی حد تک پامال ہوئی اخلاقی اقدار کو زندہ کرنے میں اہم کردار ادا کیا، مگر دوسری طرف فلسفہ ماوراء طبیعت (Metaphysics) کی بنیادوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

عصر حاضر کے امریکی مصلحت اندیشانہ مکتب (Pragmatism) کے جان ڈیوی، جنہیں افلاطون اور ”روسو“ کے بعد تعلیم و تربیت کے میدان میں اہم ترین فلاسفر شمار کیا جاتا ہے، شناخت کے بارے میں ان کا تصور، ڈاروین کے ارتقائی نظریے (Evolution Theory) اور نفس شناسی پر مبنی ہے۔ ساتھ ہی تجرباتی فطرت (Empirical Naturalism) پر اعتقاد کے ناطے خدا، دین اور اخلاق کے منکر ہیں۔

درحقیقت علم معرفت شناسی یا علمیات (Epistemology) اسی مغربی متزلزل ذہنیت اور ارتبابیت کی بنا پر یورپ میں پہچان کیلئے وحی کی جگہ سنبھال ہوئی ہے اور ولم کی پوجا (Scientism) نے دین کی مخالفت کا پرچم بلند کر رکھا ہے۔ حتیٰ کہ خود عقل کو بھی جو ۱۷ اور ۱۸ صدی میں برتری حاصل تھی، وہ بھی ۱۹، اور ۲۰ ویں صدی کے بعد حس اور تجربہ پرستی (Empiricism) نے لے لی ہے۔ نتیجتاً آج مغرب میں معرفت شناسی کا کوئی ایک معیار نہیں۔ کوئی حقیقت کو ہر وہ فکر قرار دیتا ہے جو انسان کے لیے مفید ہو، کسی کے نزدیک حقیقت حس اور تجربے سے ثابت ہونے والی معرفت ہے، کسی کے نزدیک ہر وہ چیز جو عمومی طور پر ایک عقل مند قبول کرے حقیقت ہے، تو کہیں حقیقت ایک اضافی (Relative) امر ہے ہر ایک کی فہم کے مطابق۔ خلاصہ یہ کہ جب معروضی حقائق کی یقینی معرفت کے حصول کے کوئی متفقہ باوثوق مبنی یا ذرائع ہی نہ ہوں، تو انسانی تربیتی اصولوں کے وضع کرنے کا کون سا منبع اور طریقہ قابل اطمینان قرار پائے گا؟

مغربی تعلیم و تربیت کے تصور کائنات سے متعلق مبنی

مغرب کی زمین پر نشاۃ ثانیہ (Renaissance) اور خاص طور سے جدیدیت (Modernism) کے دور میں کئی فلسفی مکاتب نے جنم لیا اور ہر ایک نے اپنے تصور کائنات کی تفسیر سے طحندانہ تہذیب کے پھیلاؤ میں مؤثر کردار ادا کیا۔ جیسے ڈکارٹ اور اس کے طرف داروں کا عقل پسندانہ مکتب، بیکن، جان لاک، ہیوم وغیرہ کا، حس اور تجربہ پرستانہ مکتب، ہٹھام اور جان اسٹورٹ میل کا خالص افادیت پسند مکتب یا

کانٹ کا عینیت پسند مکتب، جو عقل پرستی اور تجربہ پرستی کا آمیزہ ہے، ہیگل کا ڈایالیکٹک اور مارکس کا لحدانہ مادی پرستانہ مکتب، ویلیام، جیمز اور جان ڈیوی کا مصلحت پسندی کا مکتب یا کیگور کا وجودیت پرستانہ مکتب۔ ان میں سے ہر ایک نے مختلف زمان و مکان میں ظاہر ہو کر دین کی مخالفت اور لحدانہ تہذیب کے فروغ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اُن مکاتب کے باہمی اختلافات کے باوجود جیسے ان میں سے بعض کے رہنما مذہبی تھے اور بعض کے مادہ پرست اور بعض موارد میں تو ان کے اختلافات انتہائی بنیادی نوعیت کے بھی تھے، مگر سب کے سب ایک مسئلہ میں متحد اور متفق تھے اور وہ کلیسا اور دین کی حکمرانی کی مخالفت تھی، چاہے جو اس منحرف عیسائی دین میں اصلاح کے خواہش مند تھے یا دین کو خرافات اور معاشرے کیلئے نشہ قرار دیتے تھے، سب ہی نے لحدانہ اور مغربی انسان پرستانہ تہذیب کے پھیلنے کے اسباب مہیا کیے۔

آج یہی انسان پرستی اپنی جدید شکل میں انسان کے خدا کو خود انسان قرار دیتی ہے، یہاں تک کہ مذہبی امور میں بھی اس طرح انسان پرستانہ تصورات کی تلقین کی جاتی ہے، کہ مرنے کے بعد تدفین کے موقع پر بھی دفن کے مراسم کے لیے ایسا لٹریچر تیار کیا گیا ہے، جس کی چھوٹی سی عبارت میں بھی خدا کی طرف اشارہ موجود نہیں۔ جدید دور کے انسان پرستوں نے انسان کی ابدی زندگی اور موت کے بعد حیات کے انکار جیسی کوششوں سے انسانی ضمیر کو صرف اسی چند سالہ زندگی تک محدود کرنے اور اس پر راضی رکھنا چاہا ہے۔ اس تناظر میں انسان پرستانہ مکتب میں تعلیم و تربیت کا نظام اس کے اصول، طریقہ کار اور نصاب (Syllabus) ایک خاص شکل اختیار کر جائیں گے۔ تعلیم و تربیت کی حدود اس مادی جہان تک محدود ہو کر رہ جائیں گی اور انسان کی مادی ضروریات اور رجحانات کی سطح سے آگے نہ بڑھ پائیں گی، لہذا انسان اس طرح تعلیم حاصل کرے گا اور تربیت پائے گا کہ فقط اپنی ضروریات کی فراہمی اور اپنی ہر خواہش کی تسکین حاصل کر پائے اور یہی مغربی انسانی تعلیم و تربیت کے مراحل میں سب سے اعلیٰ کمال کا مرحلہ ہے۔

مختصر یہ کہ مغربی تربیتی نظام کے ہستی شناسانہ تصورات میں انسان پرستی (Humanism) اور دین سے جدائی (Secularism) سیکولرازم دو اہم ترین محور ہیں، جن کا مختصر تعارف ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

الف: انسان پرستی (Humanism)

انسان پرست، انسان اور اس میں موجود توانائیوں کی طرف افراطی توجہ کی بنا پر تمام الوہی اور ماورطبیعی اقدار کا انکار کرتے ہیں اور اس جہان ہستی کا محور اور معیار انسان کو قرار دیتے ہیں۔ دراصل انہوں نے انسان کو خدا کی جگہ لا بٹھایا ہے۔ یہ تصورات دراصل عہد وسطیٰ میں بادشاہوں، زمین داروں (فیوڈلز) اور عیسائی پادریوں (علماء) کے ظالمانہ رویوں کے خلاف رد عمل کے طور پر ابھرے تھے۔ پہلے پہل



اس تحریک کا آغاز ادبی اور ثقافتی حلقوں میں، عہد وسطیٰ سے پہلے کے یونانی اور قدیم رومی ادب کی تجدید کے ذریعے انسانیت کو زندہ کرنے کیلئے ہوا، بعد کے مراحل میں اس ادبی تحریک نے سیاسی رنگ اختیار کیا اور پھر اگلے مرحلے میں دین، معنویت، وحی و آخرت اور کلیسا کی مخالفت کا رخ اختیار کر لیا۔ انسان پرستی کے تاریخی اعتبار سے مختلف معنی اور تفسیریں موجود ہیں اس تحریک نے پوری مغربی سرزمین کو متاثر کیا۔ انسان پرستانہ فکر کے اہم اصول:

(۱) انسان محوری (۲) انسانی آزادی اور اختیار پر تاکید (۳) انسانی عقلیت پسندی پر افراطی عقیدہ (۴) فطرت پرستی (بجائے دین)۔ (۵) پلورالیزم۔ (کثرتیت یعنی ہر انسان کا عقیدہ اسی کیلئے درست ہے) ب۔ سیکولر ازم:

انگریزی زبان میں Secular بمعنی دنیوی دراصل لفظ Sacred یعنی مقدس (دین سے مربوط) کے مقابل ہے۔ لہذا سیکولر، یعنی جو کچھ اس جہان سے متعلق ہے اتنا ہی خدا اور الواہیت سے دور ہے۔ اصطلاحی معنی میں یہ عقیدہ کہ تعلیم و تربیت، اخلاقیات اور سیاست وغیرہ کو مذہب سے جدا ہونا چاہیے۔ مغربی معاشرے کے صاحبان اختیار نے جدید تہذیب اور تمدن کی بنیادوں میں ایک طرف تو دین عیسائیت سے بے توجہی برتی تو دوسری طرف فکری اور نظری نظام کی تشکیل میں سیکولر ازم کو اہمیت دی اور سیکولر ازم کی تقویت کا باعث بننے والے اصول اور قواعد بنائے جو دراصل مندرجہ بالا انسان پرستانہ تصورات کے ہی ثمرات ہیں۔ بہ طور مختصر سیکولر ازم کی فکری اساس درج ذیل عناصر پر مشتمل ہیں:

(۱) انسان پرستانہ معیار

(۲) عقلیت پسندی (Rationalism)

(۳) علم محوری (Scientism)

(۴) آزادی (Liberalism) (۵) جدیدیت بمعنی نفی دین (Modernism)

عصر حاضر میں جدید مغربی تہذیب یعنی لیبرل ڈیموکریسی کی تمام تر اساس یہی ہیومنزم اور سیکولر ازم ہیں۔ لیبرل ازم ایک زمانے میں ظالمانہ حکمرانی کے خلاف اہم ترین نظریہ خیال کیا جاتا تھا، لیکن انیسویں صدی میں لیبرل حکومتوں کے وجود میں آنے کے بعد معاشرے کے طبقے و طبقے کا ضعیف طبقے پر حکمرانی کیلئے ایک ہتھیار اور وسیلے کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ مغربی تعلیم و تربیت کے تصور کائنات سے متعلق (ہستی شناسانہ) مبانی انہی بنیادی نظریات کا حاصل ہیں۔ نتیجتاً تربیتی امور پر حاکم اصول، اہداف اور طریق کار انہی مبانی کے بل بوتے پر تشکیل پاتے ہیں۔ (بکریہ شاہراہ علم)

ڈاکٹر محمد مشتاق احمد\*

## ظالم یا غاصب حکمران کے خلاف خروج کا مسئلہ

شرعاً یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی غیر مسلم مسلمانوں کا حاکم ہو۔ اس کی قانونی وجوہات بالکل واضح ہیں۔ اسلامی قانون کا مسلمہ اصول یہ ہے کہ غیر مسلم کو مسلمانوں پر ولایت عامہ حاصل نہیں ہے، جبکہ امارت و قضا کے لیے ولایت عامہ ضروری ہے۔ حدود اور قصاص کے معاملات میں غیر مسلم کی گواہی ناقابل قبول ہے۔ چنانچہ حدود اور قصاص کے مقدمات میں غیر مسلم قاضی نہیں بن سکتا۔ حاکم کے فرائض میں ایک اہم فریضہ حدود اللہ کا نفاذ ہے۔ اس لیے کافر مسلمانوں کا حاکم نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح کسی فاسق کو قاضی یا حاکم بنانا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ جب فاسق کی گواہی پر کسی کو سزا نہیں دی جاسکتی اور کسی مقدمے کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا تو وہ خود سزا دینے یا فیصلہ کرنے کا اختیار کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ تاہم اگر کوئی فاسق اقتدار پر قبضہ کر لے اور اس کا اقتدار مستحکم ہو جائے، یا حکمران بننے کے بعد وہ فاسق ہو جائے، تو اس کی حکومت کی کیا حیثیت ہے؟ اس مسئلے پر یہاں بحث کی جائے گی۔

### ظالم یا غاصب حکمران اور قاضی کی معزولی کا وجوب

اس امر پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایسے حکمران کے ان احکام کی اطاعت جائز ہے جو شریعت کے خلاف نہ ہوں، بالکل اسی طرح جیسے اگر حاکم نے کسی فاسق کو قاضی بنایا تو اس کے وہ فیصلے نافذ ہوں گے جو شریعت کے مطابق ہوں۔ اس جواز کو فقہائے کرام قاعدہ اضطراری کے تحت ذکر کرتے ہیں اور قرار دیتے ہیں کہ اگر فاسق قاضی یا حاکم کے صحیح فیصلوں کو باطل قرار دیا جائے تو اس سے بہت بڑا فساد پیدا ہوتا ہے۔ پس جب تک اس فاسق حاکم یا قاضی کو ہٹانے کی قوت بہم نہ پہنچائی جاسکے، صحیح فیصلوں میں ان کی اطاعت کی جائے گی۔ یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب قاضی یا حاکم منصب قضا پر فائز ہونے یا حاکم بننے کے بعد فسق کا ارتکاب کرے۔

یہ بھی مسلم ہے کہ کفر و فسق کا ارتکاب جیسے قول کے ذریعے کیا جاتا ہے ایسے ہی بعض افعال کے ارتکاب پر بھی کسی شخص پر کفر یا فسق کا حکم لاگو ہو سکتا ہے۔ البتہ اگر مسلمان کے کسی قول یا فعل کی کئی تعبیرات ممکن ہوں تو اس تعبیر کو اختیار کیا جائے گا جس کے تحت اس کی طرف کفر یا فسق کی نسبت نہ ہو۔ تاہم اگر کسی قول یا فعل کی ایسی تاویل ممکن نہ ہو اور وہ ہر لحاظ سے کفر یا فسق کے زمرے میں آتا ہو تو اس قول کے قائل یا اس فعل کے مرتکب پر کفر یا فسق کے احکام کا اطلاق ہوتا ہے، جن میں ایک اہم حکم یہ ہے کہ اگر وہ حاکم یا قاضی ہو تو اس کی معزولی واجب ہو جاتی ہے۔

**خروج کے حوالے سے امام ابوحنیفہؒ کا موقف**

اگر حکمران پر ایسے قاضی کا معزول کرنا واجب ہو اور وہ اسے نہ ہٹا رہا ہو، یا خود حکمران کی معزولی اس کے کفر یا فسق کی وجہ سے واجب ہو چکی ہو، تو کیا کیا جائے گا؟ اگر اسے پر امن طریقے سے ہٹانا ممکن نہ ہو تو کیا اسے جبرا ہٹانے کی کوشش کی جائے گی؟ دوسرے الفاظ میں کیا اس کے خلاف خروج کیا جائے گا؟ امام بصاصؒ اس معاملے میں امام ابوحنیفہؒ کے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قاضی اور خلیفہ میں اس لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے لیے عادل ہونا شرط ہے، اور یہ کہ فاسق نہ خلیفہ ہو سکتا ہے، نہ قاضی، جیسے نہ اس کی شہادت قابل قبول ہے نہ ہی رسول اللہ ﷺ سے اس کی روایت۔ پس وہ خلیفہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اس کی روایت ناقابل قبول ہو اور اس کے احکام غیر نافذ ہوں!

**دیگر فقہاء کا تبصرہ**

پھر وہ امام ابوحنیفہؒ کی زندگی کے بعض اہم واقعات سے استشہاد کرتے ہیں کہ انہوں نے ابن ہبیرہ کے جبر و تشدد کے باوجود قضا کا عہدہ قبول نہیں کیا اور منصور بھی بے پناہ تشدد کے باوجود انہیں اس پر قائل نہ کر سکا۔ نیز ظالم حکمرانوں کے خلاف خروج کے متعلق امام ابوحنیفہؒ کا موقف عام طور پر مشہور تھا جس کی وجہ سے امام اوزاعیؒ کو کہنا پڑا: ہم نے ابوحنیفہؒ کی ہر بات برداشت کی یہاں تک کہ تلوار، یعنی ظالم حکمرانوں کے خلاف جنگ کے حکم کے ساتھ آئے، تو ہم اس بات کو برداشت نہ کر سکے۔

امام ابوحنیفہؒ نے خراسان کے بلند مرتبت فقیہ امام ابراہیم الصالحؒ کو خود یہ حدیث سنائی:

شہیدوں میں بہترین حمزہ بن عبدالمطلب ہیں اور وہ شخص جو ظالم حکمران کے سامنے کھڑے ہو کر اچھے کام کرے اور برے کام سے روکنے کی پاداش میں قتل کیا جائے۔ اس کے بعد ہی امام ابراہیم نے عباسی گورنر ابو مسلم خراسانی کے سامنے کئی دفعہ کلمہ حق کہا اور بالآخر انہیں شہید کیا گیا۔

## امام زید بن علی کے خروج

اسی طرح امام ابوحنیفہؒ نے امام زید بن علی کے خروج کے موقع پر ان کی مالی مدد کی اور لوگوں کو بھی ان کا ساتھ دینے کے لیے کہا۔ دیگر کئی مواقع پر بھی بنو امیہ اور بنو عباس کے ظالم حکمرانوں کے خلاف نکلنے والوں کا ساتھ امام ابوحنیفہؒ نے دیا۔ اسی وجہ سے ان کو بعض لوگوں نے تنقید کا نشانہ بنایا۔ یہاں امام بھاص واضح کرتے ہیں کہ اگر کسی نے فاسق حاکم کی حکومت کے جواز کا قول امام ابوحنیفہؒ کی طرف منسوب کیا ہے تو یا تو یہ اس نے قصداً جھوٹ باندھا ہے، یا وہ ایک دوسرے مسئلے میں امام ابوحنیفہؒ کے موقف کو صحیح نہیں سمجھا ہے:

پس اگر کسی کو غلطی لاحق ہوئی ہے اور وہ امام ابوحنیفہؒ کے قول اور سارے عراقی فقہاء کی طرف جھوٹ منسوب نہیں کر رہا، تو وہ غلطی ان کے اس قول کی بنا پر لاحق ہوئی ہوگی کہ کسی ظالم حکمران کی جانب سے مقرر کیا گیا قاضی اگر خود عادل ہو تو اس کے احکام نافذ ہوں گے اور اس کے فیصلے صحیح ہوں گے، اور یہ کہ ان حکمرانوں کے پیچھے نماز جائز ہے باوجود اس کے کہ وہ فاسق اور ظالم ہیں۔

پس ظالم حکمرانوں کے ہٹانے کی کوشش اور ان کی جانب سے کسی اہل شخص کا کوئی عہدہ قبول کرنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دو مختلف امور ہیں۔ آگے امام بھاص نے اس موقف کے حق میں قاضی شریح کا طرز عمل بھی پیش کیا ہے جو خلافت راشدہ کے بعد عہد بنی امیہ میں بھی قاضی کے عہدے پر فائز رہے۔ اسی طرح صحابہ و تابعین نے ظالم حکمرانوں کے وظائف قبول کیے کیونکہ یہ وظائف ان کا قانونی حق تھا۔

## خروج کے وجوب کی شرائط

کسی ظالم و جابر حکمران کے ہٹانے کی کوشش کا فیصلہ بہت سارے عوامل کو دیکھنے کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس کوشش میں بڑی خونریزی کا امکان ہوتا ہے۔ اس فیصلے کے لیے ایک اہم عامل یہ ہے کہ کیا بغاوت کرنے والے اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ وہ حکمران کی قوت سے ٹکرا سکیں؟ نیز حکمران کے ہٹانے میں جو خونریزی ہوگی کیا وہ حکمران کے برقرار رہنے کے شر سے کم ہے یا زیادہ؟ ہر بغاوت کے موقع پر ان دونوں سوالات پر اہل علم کی آرا مختلف ہو سکتی ہیں۔

## امام ابراہیم کی شہادت

امام عبداللہ بن مبارک روایت کرتے ہیں کہ جب امام ابراہیم الصالح کی شہادت کی خبر امام ابوحنیفہؒ کو پہنچی تو وہ اتنا روئے کہ ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں ان کی موت نہ واقع ہو جائے۔ پھر امام ابوحنیفہؒ نے

امام ابراہیم کے حق میں بہت اچھے کلمات کہے اور فرمایا کہ مجھے اندیشہ تھا کہ اس کے ساتھ ایسا ہی ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے ذکر کیا کہ امام ابراہیم بار بار ان کے پاس اس موضوع پر بحث کے لیے آتے رہے اور بالآخر ان کا اس پر اتفاق ہوا کہ ظالم حکمران کو ظلم سے روکنا واجب ہے۔ اس موقع پر امام ابراہیم نے امام ابوحنیفہؒ سے مطالبہ کیا کہ وہ ہاتھ بڑھائیں تاکہ امام ابراہیم خروج کے لیے ان کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ان کے ایسا کہنے پر میری آنکھوں کے سامنے تاریکی چھا گئی۔ عبد اللہ بن مبارک نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا:

انہوں نے مجھے اللہ کے حقوق میں ایک حق کی طرف بلایا مگر میں اس سے رک گیا اور میں نے ان سے کہا: اگر اس کام کے لیے کوئی تنہا شخص اٹھے تو اسے قتل کر دیا جائے گا اور وہ لوگوں کے لیے اس معاملے کو ٹھیک نہیں کر پائے گا، لیکن اگر اسے نیکو کار مددگار ملیں اور ایک ایسا آدمی سرداری کے لیے دستیاب ہو جس پر اللہ کے دین کے معاملے میں بھروسہ کیا جاسکے تو پھر کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد امام ابراہیم بار بار ان کے پاس اس مقصد کے لیے آتے رہے اور ان سے ایسے مطالبہ کرتے جیسے کوئی قرض خواہ قرض کا مطالبہ کرتا ہو۔

امام ابراہیم کی خروج پر ابوحنیفہؒ کی نصیحت

میں ان سے کہتا کہ یہ کام ایک آدمی کے بنانے سے نہیں بن سکتا۔ انبیا بھی اس کے کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے جب تک وہ اس کام کے لیے آسمان سے مامور نہ کیے جاتے۔ یہ فریضہ دیگر فرائض کی طرح نہیں ہے جنہیں کوئی شخص تنہا بھی ادا کر سکتا ہے۔ یہ کام ایسا ہے کہ تنہا آدمی اس کے لیے کھڑا ہوگا تو اپنی جان دے گا اور خود کو ہلاکت میں ڈالے گا، اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اپنے قتل میں اعانت کا ذمہ دار ٹھہرے گا۔ پھر جب ایک ایسا شخص قتل کیا جائے گا تو پھر کوئی دوسرا اس کام کے لیے اپنی جان ہلاکت میں ڈالنے کی ہمت نہیں کر پائے گا۔ پس اسے انتظار کرنا چاہیے، اور یقیناً فرشتوں نے کہا تھا: کیا تو اس میں ایسے کو مقرر کرے گا جو اس میں فساد مچائے اور خونریزی کرے اور ہم تو تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں؟ فرمایا: میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

پس امام ابوحنیفہؒ کے موقف کا خلاصہ یہ ہوا کہ ظالم حکمران کو ظلم سے روکنا واجب ہے اور اس کے لیے خروج کی راہ بھی اختیار کی جاسکتی ہے لیکن چونکہ اس راہ میں بڑی خونریزی کا امکان ہوتا ہے اس لیے خروج سے پہلے خروج کی کامیابی کے امکانات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ نیز اس بات کا بھی اطمینان کرنا ضروری ہے کہ ظالم حکمران کے خلاف نکلنے والے ایک متبادل صالح قیادت لا رہے ہیں

کیونکہ یہ بھی اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں کسی بڑے شرکی راہ ہموار نہ ہو جائے۔ اگر خروج میں زیادہ خونریزی ہو رہی ہو اور حکمران کے ہٹانے کا کام ممکن نظر نہ آتا ہو یا متبادل صالح قیادت میسر نہ ہو تو پھر خروج سے باز رہنا چاہیے کیونکہ اس طرح خروج کرنے والے نہ صرف خود کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں بلکہ دوسرے صالحین کے حوصلے پست کرنے کا بھی باعث بنتے ہیں۔ چنانچہ جب تک خروج کے لیے مناسب موقع نہ ملے، ضروری ہے کہ حکمران کے ناجائز کاموں اور غلط فیصلوں پر تنقید جاری رکھی جائے، اس کے ناجائز احکام ماننے سے انکار کیا جائے، اس کے خلاف رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کی جائے اور جہاں تک ہو سکے شریعت کی بالادستی یقینی بنانے کے لیے اقدامات اٹھائے جائیں۔

### تبدیلی کے لیے امام ابوحنیفہ کا طریق کار

مسلمانوں کی تاریخ میں جب بھی حکمران کے خلاف خروج ہوا ہے تو حکمران کے ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے والوں میں کچھ نے بغاوت اور خروج کی راہ اختیار کی اور کچھ نے اس کے نتیجے میں ہونے والی خونریزی کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے اس میں شرکت نہیں کی لیکن حاکم کے ظلم کو ظلم کہتے رہے اور اس کے غیر شرعی احکام نہ مانتے ہوئے اس کے ظلم و ستم کو سہتے رہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد دیگر ائمہ اہل بیت کے خروج کو بھی اسی تناظر میں دیکھنا چاہیے۔ یا تو ان کے نزدیک حاکم کی معزولی واجب ہو چکی تھی، یا کم از کم جائز ہو چکی تھی اور ان کے اجتہاد کے مطابق اس کے ہٹانے کے سلسلے میں جو خونریزی متوقع تھی وہ اس شرکی بہ نسبت کم تھی جو اس حاکم کے حکمران رہنے کی صورت میں وقوع پذیر ہو رہا تھا۔ دوسری طرف جن اہل علم نے خروج اور بغاوت کی راہ اختیار نہیں کی ان کے نزدیک خروج کی صورت میں ہونے والی خونریزی حاکم کے شر سے زیادہ تھی۔ تاہم ہر جائز و ناجائز میں کسی نے حاکم کی اطاعت کا درس نہیں دیا اور نہ ہی اسٹبلشمنٹ کی ہر پالیسی کے لیے شرعی جواز ڈھونڈنے کا کام کیا۔

امام ابوحنیفہ نے جو طریق اختیار کیا اس کی چیدہ چیدہ خصوصیات یہ ہیں:

☆ انہوں نے ظالم حکمرانوں کے ظلم کی روک تھام کو شرعی فریضہ قرار دیا اور اس سلسلے میں خروج کو جائز بلکہ واجب قرار دیا۔ جب بھی کسی صالح شخصیت کی قیادت میں نظام کے بدلنے کے لیے کوشش ہوئی انہوں نے اس کا ساتھ دیا لیکن چونکہ ان کی دور رس نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ خروج کا راستہ کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوگا اس لیے انہوں نے عملاً اس میں شرکت سے گریز کیا۔

☆ بنو امیہ اور بنو عباس کی جانب سے قضا کے عہدے کی پیشکش کو وہ مسلسل مسترد کرتے رہے اور



ان کی جانب سے ظلم و ستم سہتے رہے۔ اس طرح انہوں نے ان کی ظالمانہ اور غاصبانہ حکومت کو جواز عطا کرنے سیکریز کا راستہ اختیار کیا۔

☆ انہوں نے سرکاری قاضیوں کے فیصلوں پر پبلاگ اور کاٹ دار تنقید کا سلسلہ جاری رکھا جس کی وجہ سے ان قاضیوں اور عدالتوں پر لوگوں کا اعتماد اٹھ گیا۔

☆ جب بھی حکمران نے ان سے کسی قانونی مسئلے میں رائے لی تو انہوں نے بغیر کسی خوف اور لالچ کے شریعت کا صحیح مقتضا اس کے سامنے رکھا اور اس بنا پر بھی انہیں بارہا اذیتیں برداشت کرنا پڑیں۔

☆ انہوں نے اسلامی قانون کی تفصیلی جزئیات کی تدوین کا عظیم الشان پراجیکٹ شروع کیا اور اس قانون کے اصول و قواعد اس طرح منضبط کیے اور ایسی مضبوط عمارت تعمیر کی کہ حکومت کے لیے ممکن ہی نہیں رہا کہ وہ اس قانون کو نظر انداز کر دیں اور عدالتوں سے اپنی خواہشات کے مطابق فیصلے حاصل کر سکیں۔

☆ امام ابوحنیفہ نے عدالتی اور قانونی نظام کے صحیح طور پر چلانے کیلئے ایسے رجال کار کی تربیت کی جنہوں نے اسلامی شریعت کی بالادستی یقینی بنائی۔ اگر امام ابو یوسف کی کتاب الخراج کے صرف دیباچے پر ہی نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے کس لہجے میں خلیفہ وقت کو شرعی احکام کی پابندی کا درس دیا۔ اسی طرح اگر امام محمد بن الحسن الشیبانی کی کتاب الاصل میں صرف کتاب الاکراہ اور اس میں بالخصوص باب تعدی العامل کی جزئیات کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے کس طرح آمریت اور مطلق العنانی کے سامنے بند باندھا۔

اس طرح انہوں نے خروج کے بجائے نظام کو اندر سے تبدیل کرنے کی راہ اختیار کی اور تاریخ کی گواہی یہ ہے کہ وہ اس میں بہت زیادہ حد تک کامیاب رہے۔

### نوٹ:

آئندہ الحق رسالہ قارئین کو بذریعہ وی پی ارسال نہیں کیا جائیگا، براہ کرم سالانہ ماہنامہ الحق زرع تعاون بذریعہ منی آرڈر -350/- روپے بنام دفتر الحق جامعہ دارالعلوم حقانیہ کو ارسال فرمائیں اور خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ بھی ضرور تحریر کریں۔

(رابطہ نمبر 9983366 0315 ٹار محمد)

ادارہ

## افکار و تاثرات بنام مدیر

۲۶ دسمبر ۲۰۱۶ء

حافظ عبدالرحمن عارف اچکزئی،

کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان

گرامی قدر برادر جناب مولانا راشد الحق سمیع حقانی صاحب (مدیر الحق)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! امید ہے مزاج عالی بخیر ہوں گے۔ گزارش ہے کہ آنجناب کا نہایت درجہ گراں قدر حالیہ شمارہ الحق شوال مطابق جولائی ۲۰۱۶ء چند روز قبل مل گیا ہے۔ اللہ رب العزت آپ کو بے پناہ خیر و برکت عطاء فرماوے آمین۔ رمضان المبارک کی بابرکت اور نیک ساعات میں جن عاقبت نااندیش بعض لوگوں نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کیلئے صوبائی حکومت کی طرف سے فنڈنگ کے حوالے سے جس قدر واویلا مچا رکھا تھا اور آسمان سر پہ اٹھا رکھا تھا تو انکی بیداری دیکھ کر یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ یہ سیاسی لٹیرے اپنی کم مائیگی، کم ظرفی، رسوائی اور اپنا خبث باطن عامۃ الناس کے اندر اور بھی آشکارا کر چکے ہیں۔ یہ ہیں ہمارے صف اول کے سیاستدان جو ہمہ وقت مفادات و مراعات کے حصول کے لیے بے چین ہیں بے چین نظر آتے ہیں۔ انکو ملک کے اندر امن و سلامتی کے قیام اور نظریہ پاکستان سے کچھ تھوڑی بھی دلچسپی ہوتی تو آج ملکی صورتحال میں ایک اچھی تبدیلی کے آثار نمایاں ہوتے، لیکن ایسا نہیں ہے، انکی کرتوتوں اور ہوس زرکو ملک کا ہر چھوٹا بڑا فرد ایک خاموش اکثریت خوب سمجھ رہا ہے دیکھ رہا ہے، اللہ رب العزت اپنے قہر و غضب سے بچائے آمین۔

اللہ تعالیٰ بھلا کرے آپ حضرات کا اور آپ کے جملہ مخلص رفقاء کار کا کہ حالیہ پرچہ الحق اشاعت جولائی میں بڑے خوبصورت پر مغز اور جرأت مندانہ انداز سے ادارہ تحریر فرمایا صرف یہ نہیں بلکہ پورے مدللانہ، محققانہ طور سے جوابات لکھ کر اپنے متعلق محبین، مخلصین و جامعہ کے جملہ ہمدرد و معاونین کرام کے دل جیت لیے ہیں۔ تاہم برادر جناب محمد ایوب ڈیروی جناب نوید مسعود ہاشمی (روزنامہ اوصاف) اور جناب انصار عباسی (روزنامہ جنگ) نے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی حمایت اور دفاع میں لکھ کر ایک دینی، اخلاقی، علمی، فریضہ کے ادائیگی کے ساتھ ساتھ جو بہترین حق پرستانہ، منصفانہ، مخلصانہ کردار ادا کیا ہے اس پر احقر کی طرف

سے ہدیہ تبریک قبول ہو۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ تمام کو ایمان، صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے آمین اور جامعہ کو منافقین، حاسدین، معاندین کی شر سے اپنی حفاظت میں رکھے آمین ثم آمین۔

حاسدوں کی فطرت بد سے بچا یا رب سدا  
نظمِ خیبر کا اک علمی چمنِ حقانیہ

اشرف علی مروت، ڈپٹی کمشنر ایبٹ آباد

جناب حافظ مولانا راشد الحق سمیع مدظلہ!

السلام علیکم۔ اُمید ہے بخیریت ہوں گے۔ پچھلے دنوں حکومت کی طرف سے جامعہ حقانیہ کے گرانٹ کے متعلق TV نیوز سنی، دل باغ باغ ہو گیا کہ اللہ پاک نے حکومت وقت کو جامعات کے صحیح قدر کو جاننے کی کوشش کی ہے۔ اللہ پاک یہ کوشش مبارک اور قبول فرمائے آمین۔ کچھ عرصہ بعد اعتراض کا ایک نیا سلسلہ اور شورش شروع ہوا اور جامعہ حقانیہ جو کہ 70 سال سے دینی خدمات انجام دے رہا ہے اس کے افادیت اور اسلامی اقدار کو متنازعہ فیہ بنانے کی کوشش کی گئی۔ جو کہ ہر ذی شعور اور محب وطن اور اسلام پسند مسلمان کو اچھا نہ لگا..... ماشاء اللہ جولائی ۲۰۱۶ء کا شمارہ ”ماہنامہ الحق“ وصول ہوا، سرورق صفحہ 2 پر نقش آغاز میں ”کیا حقانیہ حکومتی فنڈ لینے والا پہلا مدرسہ ہے“ پڑھا، دل باغ باغ ہو گیا۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو کہ مخالفین اور معاندین کے تابڑ توڑ حملوں کا جس طرح آپ نے سیاق و سباق سے جواب دیا ہے اپنی مثال آپ ہے، دیوبند کی تاریخ سے لیکر دیوبند ثانی پر آپ نے تاریخ و تاریخ سے جو کچھ ضبط تحریر کیا ہے مخالفین کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہے۔ ایک صحیح العقیدہ مسلمان اگر تعصب کا چشمہ اُتار کر یہ تحریر پڑھے تو مجھ ناچیز کے نزدیک تسلی بخش اور شافی ہے اور مزید کچھ پوچھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

چلتے چلتے یہ نا انصافی ہوگی اگر مولانا محمد ایوب ڈیوی کا مضمون صفحہ 47 ”دارالعلوم حقانیہ اور افغان جہاد“ کا ذکر نہ کیا جائے، اس مضمون میں موصوف نے حقانیہ خانوادے کے متعلق تمام اعتراضات یکسر مسترد کئے ہیں اور تاریخ اور شواہد کی بنیاد پر صحیح دفاع کیا ہے۔ اللہ پاک اجر عظیم عطا فرمائے۔

مولانا حامد الحق حقانی

مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

## دارالعلوم کے شب و روز

وزیر داخلہ چودھری نثار سے حضرت مہتمم صاحب ملاقات

۲۱۔ اکتوبر کو وزیر داخلہ جناب چودھری نثار سے حضرت مہتمم صاحب نے ملاقات کی۔ ملاقات میں احقر اور مولانا سید یوسف شاہ بھی ہمراہ تھے۔ ملاقات تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہی۔ جس میں مذہبی رہنماؤں کو شیڈول فورٹھ میں ڈالنے اور ان کے شناختی کارڈ کی بحالی پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات: دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس

۶۔ اکتوبر کو اسلام آباد کو دفاع پاکستان کونسل میں شامل جماعتوں کا سربراہی اجلاس منعقد ہوا، اجلاس کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق کی صدارت میں منعقد ہوا۔

☆ ۲۹ ستمبر کو مولانا اشرف علی بن شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، مہتمم جامعہ تعلیم القرآن رجبہ بازار راولپنڈی کی دعوت پر افتتاحی تقریب میں تشریف لے گئے اور اجتماع عام سے تفصیلی خطاب کیا جبکہ دوسری نشست سے نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔ اس تقریب میں پاکستان کی تمام مذہبی جماعتوں کے قائدین نے شرکت و خطاب کیا۔

☆ جمعیت کے سرکردہ رہنما اور تحریک اشاعت اسلام کے بانی مولانا شیر محمد مغل سے ان کی والدہ پر اظہار تعزیت کیا۔ جامع مسجد رخشندہ میں قائم مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء و اساتذہ سے خطاب بھی فرمایا۔

☆ گلشن آباد راولپنڈی میں پارٹی کے قدیم کارکن مولانا ولی الرحمن سے بھی انکے بیٹے کی وفات پر تعزیت کی۔

☆ جمعیت علماء اسلام کے قدیم رہنما مولانا اکرم ہمدانی کے ہاں تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔

☆ مسلم لیگ کے رہنما جناب سلیم سیف اللہ خان کے سر کے جنازہ میں شرکت کی اور تعزیت کے لئے پشاور تشریف لے گئے۔ ☆ ۲۰ اکتوبر کو اسلام میں دفاع پاکستان کونسل کے اجلاس کی صدارت کی، جس

میں کونسل میں شامل سیاسی اور مذہبی قائدین نے شرکت کی۔

مسافران آخرت: دارالعلوم حقانیہ کے مدرس مولانا سید محمد یوسف شاہ کے خاندانی بزرگ اور چچا سید محمود

شاہ ۱۱ اکتوبر کو انتقال فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

محمد اسرار ابن مدنی  
نائب مدیر الحق



## تعارف و تبصرہ کتب

● اسلام میں قیدیوں کے حقوق و احکام (پشتو) مصنف: مولانا عبدالباقی حقانی

ملنے کا پتہ: المکتبہ الحقانیہ للعلوم والسیاسہ پشاور

اسلام میں سزاؤں کا تسلسل خیر القرون سے شروع ہوا اور قیامت تک جاری رہے گا، مجرم کو جرم کی پاداش میں ایک سزا کی صورت قید و بند ہے، جب کسی مسلمان سے کوئی جرم صادر ہو جائے اور مسلمان حاکم اس کو گرفتار کر کے قیدی بنالے اسکے بعد اس قیدی سے اس بات کی تحقیق ضرور کرنی چاہیے کہ اس کی طرف منسوب جرم مبنی بر حقیقت ہے یا محض تہمت، پھر تحقیق و تفتیش میں مقصد تک رسائی پانے کی خاطر کبھی تہمت لگے شخص کو دھمکانے کی بھی ضرورت پڑتی ہے، اسلام میں اس کی کیا حدود ہیں؟ اور پھر تحقیق و ثبوت جرم کے بعد مجرم کو سزا دی جائے گی، یہ سزا کیسے اور کب دی جائے گی؟ اسی طرح قید و بند کے دوران قیدی کے فرائض اور حقوق کیا ہوں گے؟

اسی طرح کبھی کبھی میدان جہاد میں کفار جنگجو مجاہدین کے ہاتھوں گرفتار ہو جاتے ہیں تو ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے، ان کے حقوق و احکام کیا ہیں؟ اسی طرح کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ میدان جہاد میں لڑنے والے مجاہدین کفار کی قید میں چلے جاتے ہیں، ایسی صورت میں یہ (مسلمان) قیدی اپنی عبادات کیسے سرانجام دے گا؟ اور ان کیلئے جیل کی سلاخوں کے پیچھے زندگی گزارنے کے اسلامی آداب کیا ہوں گے؟

زیر تبصرہ کتاب ”بہ اسلام کے قیدیانون حقوق“ انہی سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے، جس میں تفتیش سے لے کر جیل اور پھر رہائی تک کے تمام ادوار کا فقہی، قانونی، معاشرتی، اصلاحی اور روحانی پہلو کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے، کتاب کے مصنف مولانا عبدالباقی حقانی صاحب دارالعلوم حقانیہ کے جید فاضل اور اب جامعہ کے شعبہ سیاسیات اسلامیہ کے صدر مدرس ہیں۔ عرصہ دراز سے انہی موضوعات پر طبع آزمائی کرتے ہیں، زیر نظر کتاب بھی اپنے موضوع اور مباحث کے اعتبار سے منفرد کاوش ہے، البتہ پشتو میں ہونے کی وجہ سے ایک وسیع حلقہ استفادے سے محروم ہے، امید ہے اس کا اردو ترجمہ بھی جلد شائع کریں گے۔

● **تدریب المعلمین** مرتب: سید ندیم فرحت، سید متقین الرحمن

دینی مدارس کے نصاب و نظام روایت و تجدید اور معاشرے پر اسکے اثرات جیسے موضوعات عرصہ دراز سے محققین کے زیر بحث رہے۔ بعض اداروں اور تھنک ٹینک نے دینی مدارس کا صرف ایک طرفہ رخ پیش کیا مگر انسٹیٹیوٹ پالیسی سٹڈیز کوپاکستان میں یہ سبقت حاصل ہے کہ انہوں نے مدارس کا درست تجزیہ، مرض کی تشخیص اور علاج میں بھرپور کردار ادا کیا۔ ان موضوعات پر مختلف پروگرام، سیمینارز، ورکشاپ اور مکالمے کئے، اصحاب مدارس اور منتظمین وفاق کو جمع کیا اور پھر تفصیلی روداد مختلف کتابی شکلوں میں شائع کیا۔ زیر نظر مجموعہ تدریب المعلمین بھی ایسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کو سید ندیم فرحت اور سید متقین الرحمن نے تین حصوں میں ترتیب دیا ہے۔ حصہ اول میں عمومی رہنمائی کے تحت قرآن کا انداز تدریس، تصور علم و تعلیم، عمل تدریس اور ابلاغ اور مثالی تعلیمی ادارہ کے عنوان سے مضامین شامل ہیں۔ حصہ دوم میں مخصوص رہنمائی بلحاظ مضامین ہے جس میں مولانا رفیق شنواری کے قلم سے تدریس حدیث، فقہ، اصول فقہ اور علم کلام شامل ہیں۔ حصہ سوم کا عنوان مدرسے کا ماحول ہے جسکے تحت تصوف و تزکیہ ہم نصابی سرگرمیاں، جیسے اہم موضوعات پر بحث کی گئی ہے نیز عمومی محاضرات کے حوالے سے سید ندیم فرحت کی فہرست اساتذہ مدارس کی خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ کتاب کے آخر میں تدریب المعلمین اور تخصصات دینیہ کا نظام کے عنوان سے ارباب وفاقہائے مدارس کے تفصیلی تجاویز اور خطابات شامل ہیں۔ کتاب کی طباعت میں برادر عزیز نوفل شارح کا ذوق جھلکتا ہے۔

### ● آداب الافاء والقضا ..... تصنیف : مولانا مفتی ذاکر حسن نعمانی

ضخامت: ۳۷۷ صفحات ..... ناشر: العصر اکیڈمی جامعہ عثمانیہ پشاور

مولانا مفتی ذاکر حسن نعمانی دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اور جامعہ عثمانیہ پشاور کے جید مدرس اور مفتی ہیں، امامت و خطابت اور تدریس و افاء کے ساتھ ساتھ تحقیق و تصنیف کے شہسوار بھی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب آداب الافاء والقضاء ان کی نئی منفرد کاوش ہے جس میں انہوں نے مفتی، مستفتی، افاء قضاء قاضی، حکم اور تحکیم کے بارہ میں قرآن و حدیث سے براہ راست آداب جمع کئے ہیں، عنوانات کے اعتبار سے ۳۶۲ آداب کا ذکر ہے جو کہ حضرت مفتی صاحب کی قرآن و حدیث سے والہانہ وابستگی اور فقہی بصیرت کا بین ثبوت ہے، کتاب کی طرز نگارش انتہائی شستہ بلکہ شگفتہ ہے، اتنے مشکل اور نایاب موضوع پر اس قدر بلند و بالا علمی اور فقہی مینار کھڑا کرنا مفتی ذاکر حسن صاحب کا ہی کارنامہ ہے۔ ۳۷۷ صفحات پر مشتمل، جید اکابر و اصغر کے تاثرات سے مزین یہ علمی اور فقہی جواہر کا مجموعہ العصر اکیڈمی جامعہ عثمانیہ پشاور صدر سے دستیاب ہے۔



## ● عبادت کو عادت بنائیں ..... از افادات: پیر طریقت مولانا گل رئیس خان نقشبندی

ترتیب و تدوین: صاحبزادہ عبداللہ نقشبندی ناشر: مولانا قاسم نانوتوی لاہریری بنوں

مسلم معاشرہ مسلسل بے چینی کا شکار ہوتا جا رہا ہے، نت نئے فتنے، نئے افکار و نظریات تیزی سے نوجوانوں کو متاثر کر رہا ہے، ایسے حالات میں امت کا رشتہ قرآن و سنت اور اس کے حاملین اسلاف سے جوڑنا وہ نسخہ کیمیا ہے جس سے ہم اپنی نئی پود کو بچا سکتے ہیں۔ زیر نظر کتابچہ بھی عبادت کو عادت بنائیں، پیر طریق مولانا گل رئیس خان نقشبندی خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی کی منفرد کاوش ہے، جس میں روزمرہ کے مسنون اعمال، اذکار و عبادت کے علاوہ معاملات اخلاقیات اور معمولات کا مختصر مگر پراثر مجموعہ جمع کیا گیا ہے، کتابچے کے مطالعہ سے مسنون اعمال کا شوق، اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق اور اعمال صالحہ ذکر و دعا وغیرہ سے رغبت پیدا ہوتا ہے، یہ کتابچہ اپنی ظاہری و معنوی خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ ہے دلکش طباعت منفرد ٹائٹل، جو کہ اس کے مرتب صاحبزادہ عبداللہ نقشبندی کے حسن ذوق اور تخلیقی صلاحیتوں کی آئینہ دار ہے۔ بچوں اور بچیوں کے چھوٹے مکاتب و مدارس اور سکولز کے طلبا طالبات کیلئے یکساں مفید۔ ملنے کا پتہ قاسم نانوتوی لاہریری جامعہ دارالہدیٰ جامن روڈ بنوں 0332-9124230 سے مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

## ● مقالات امینی ..... مؤلف: مولانا نور عالم خلیل امینی

ضخامت ۳۱۲ صفحات ناشر: مکتبہ الایمان 03323552382

مولانا نور عالم خلیل امینی کسی تعارف کے محتاج نہیں، وہ بیک وقت ایک ادیب، محقق، انشا پرداز اور عربی ادب کے ایک اچھے معلم کے طور پر پہچانے جاتے ہیں، وہ ماہنامہ ”الداعی“ کے مدیر بھی ہیں جو کہ دارالعلوم دیوبند کا عربی مجلہ ہے اور مولانا کا اصل میدان بھی عربی ادب ہے، تاہم اردو کے بھی وہ ایک اچھے انشا پرداز ہیں ”پس مرگ زندہ“ اور ”کوہ کن کی بات“ جیسے عظیم شاہکاروں کے مؤلف بھی ہیں۔

زیر تبصرہ مجموعہ ”مقالات امینی“ بھی ان کے اردو انشا پرداز کی کا اعلیٰ نمونہ ہیں جو زبان و بیان کی حلاوت اور علم و ادب کی چاشنی سے لبریز مضامین کا مجموعہ ہے، یہ مجموعہ دو ابواب (شخصیات اور حالات حاضرہ) پر مشتمل ہے، کل ۲۱ مضامین پر محیط ہے، مضامین کا یہ مجموعہ مولانا امینی کے بکھرے ہوئے جواہر پارے ہیں، یہ مؤلف کی کوئی مستقل تصنیف نہیں، پھر بھی اس مجموعہ کی معنوی محاسن کیساتھ ساتھ ظاہری زیبائش و آرائش میں بھی خوب سے خوب تر بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ مولانا امینی بجا طور پر قابل صدمہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ہو اور مکتبہ الایمان کراچی کے ارباب اہتمام

بھی لائق تحسین ہیں کہ انہوں نے اس قیمتی سرمایہ کو پاکستان میں اہل علم کے لئے مہیا فرمایا اور اس کو حسن طباعت سے آراستہ کیا۔ (مبصر: محمد اسلام حقانی)

## ● کفایۃ الحکمۃ اردو شرح ہدایۃ الحکمۃ ..... مؤلف: مولانا مفتی محمد صابر حقانی

ضخامت: ۲۳۵ صفحات ..... ناشر: مؤتمراً مصنفین جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا مفتی صابر حقانی جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے ہونہار فاضل اور اس وقت جامعہ مخزن العلوم لورالائی بلوچستان کے استاد الحدیث کے منصب پر فائز ہیں، ایک وسیع المطالعہ جید عالم دین، قدیم اور جدید فلسفہ پر کافی مہارت و دسترس اور دس سالہ تدریسی تجربہ بھی رکھتے ہیں اور ساتھ لکھنے لکھانے، تصنیف و تالیف کا بھی اچھے ذوق کے حامل ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب کفایۃ الحکمۃ اردو شرح ہدایۃ الحکمۃ ان کے اسی ذوق تحریر کا آئینہ دار ہے۔ ہدایۃ الحکمۃ درجہ خامسہ میں ایک انتہائی مشکل کتاب ہے جس کی عام فہم شرح کی ضرورت عرصہ دراز سے محسوس کی جا رہی تھی، اسی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے برادر م مولانا مفتی محمد صابر حقانی نے اس کی شرح لکھ کر طلباء ہدایۃ الحکمۃ پر احسان فرمایا، یہ شرح کافی خوبیوں کی حامل ہے، عربی عبارت کے فوراً بعد اس کی آسان تشریح عام فہم انداز میں پیش کی ہے اور امثلاً بھی خوبصورت پیرائے میں پروئے ہیں۔ فاضل مؤلف چونکہ خود ماہر فلسفہ ہیں اور ساتھ مغربی فلسفہ سے بھی آگاہی رکھتے ہیں اس لئے ان کی مہارت اس علمی کتاب کے ہر صفحہ پر نمایاں ہے۔ مزید اسکی چاشنی، سہل نگاری، سلاست اور روانی قارئین خود محسوس کریں گے گویا کہ یہ ہدایۃ الحکمۃ کی ایک کلید ہے، طلباء اور مدرسین دونوں کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے، کتاب کی کمپوزنگ اور طباعت بھی معیاری ہے، اللہ کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے اور مؤلف کو مزید علمی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ (مبصر: مولانا محمد اسلام حقانی)

## ● امام اعظم ابوحنیفہؒ کا شرف تابعیت ..... مؤلف: حافظ ظہور احمد الحسنی

ضخامت: ۱۴۴ صفحات ..... ناشر: خانقاہ امدادیہ مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام حضروانک

زیر تبصرہ کتاب ”امام اعظم ابوحنیفہؒ کا شرف تابعیت“ مولانا ظہور احمد الحسنی صاحب کی کاوش ہے، اس سے قبل امام اعظمؒ پر ان کی کئی کتابیں سامنے آچکی ہیں، مولانا کو اللہ نے اعلیٰ علمی ذوق تصنیف سے مالا مال فرمایا ہے۔ خصوصاً دفاع حنفیت ان کا خاص موضوع ہے اور افراط و تفریط کے اس دور میں اسی موضوع پر لکھنا ایک اہم ضرورت بھی ہے، یہ کتاب بھی ان کے حسن ذوق کی آئینہ دار ہے، مؤلف نے اس کاوش میں اس موضوع کا حق ادا کیا ہے اور امام اعظمؒ کے فضائل، اوصاف و کمالات کا خوب تذکرہ کیا ہے اور امام اعظمؒ کے شرف تابعیت پر زور دلائل سے ثابت کیا ہے، امام اعظمؒ کی شرف تابعیت سے منکر حضرات کے تمام اعتراضات کے تسلی بخش جوابات بھی اسی کتاب کا حصہ ہے۔ کتاب کی طباعت، کمپوز اور کاغذ سب اعلیٰ سے اعلیٰ تر ہے، اللہ مؤلف کی اس کاوش کو قبولیت عامہ سے نوازے۔ آمین